باسمہ تعالیٰ

مسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ

اور

آل غیر مقلدیت

تحقیق وتالیف

محقق اہلسنت مفتی **رب نواز حنفی** دامت برکاتہم

(مدیر اعلیٰ: مجلہ الفتحیہ، احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور)

پیشکش

نوجوانانِ احناف طلباءِ دیوبند پشاور

03428970409

باسمہ تعالیٰ

مسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ

اور

آل غیر مقلدیت

اس رسالہ میں مجلہ صفدر میں چھپنے والے مفتی رب نواز حنفی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے مضمون "امکان کذب باری تعالیٰ اور آل غیر مقلدیت" کے ان چھ (6) اقساط کو جمع کیا گیا ہے جن میں حضرت مفتی صاحب نے مسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ پر محققانہ بحث تحریر فرمائی ہے۔

طاہر گل دیوبندی

تحقیق وتالیف

محقق اہلسنت مفتی **رب نواز حنفی** دامت برکاتہم

(مدیر اعلیٰ: مجلہ الفتحیہ، احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور)

پیشکش

نوجوانانِ احناف طلباءِ دیوبند پشاور

03428970409

فہرست رسالہ
"مسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ اور آل غیر مقلدیت"

مسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ اور آل غیر مقلدیت

عنوان	صفحہ
قسط نمبر1	1
علی زئی کے تحریروں کے کچھ نمونے	
تضاد بیانیاں	2
محدثین کی خاطر تواضع	4
منسوخ قرار دینے کے کرشمے	
تقلید	5
علی زئی کے ایک حمایتی کے نزدیک اس کا مقام امیر معاویہ سے بڑھ کر ہے۔ (کفایت اللہ سنابلی صاحب)	
امکان کذب باری تعالیٰ کا مفہوم	6
امکان کذب سے وقوع کذب لازم نہیں آتا (محمد گوندلوی صاحب)	
دیوبندی صرف امکان کے قائل ہیں وقوع کذب کے قائل نہیں ہیں۔ (رئیس محمد ندوی غیر مقلد)	7
امکان اور وقوع میں فرق ہے (محمد گوندلوی صاحب)	
علی زئی بریلویوں کے نقش قدم پر	8
مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کی مدح غیر مقلدین کے قلم سے	
قاضی محمد اسلم سیف صاحب سے	
مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب سے	
امکان کذب کا مطلب حضرت گنگوہی رحمہ اللہ سے	
جو اللہ کو جھوٹا کہے وہ قطعا کافر وملعون ہے	9
مخالف قرآن وحدیث اور اجماع امت ہے	
ہر گز مومن نہیں ہے (مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ)	
غیر مقلدین اور امکان کذب	10
اللہ اپنے مثل بنانے پر قادر ہے (ثناء اللہ امرتسری صاحب)	
قسط نمبر2	11
علی زئی کا اعتراض اور اس کا جواب	
"بول سکتا ہے" کا مطلب	
"خدا کی خدائی میں کیا نہیں ہو سکتا" (عبد اللہ روپڑی صاحب)	
علی زئی مودودی صاحب کے نقش قدم پر	
امکان کذب کی توضیح ایک مثال سے	12
غیر مقلدین کی طرف سے "امکان کذب باری تعالیٰ" عقیدہ کا اثبات	14
عبد اللہ روپڑی صاحب سے	
محمد گوندلوی صاحب سے	15
مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب سے	
مولوی ثناء اللہ امرتسری پر کفر کا فتویٰ (عبد الاحد خان پوری سے)	16
اللہ ظلم پر قادر ہے اور وعدہ خلافی کرنا عقلاً ممکن ہے (وحید الزمان خان غیر مقلد)	
اللہ کو ظلم پر قادر ماننا امکان کذب باری تعالیٰ ہے (محمد گوندلوی صاحب)	18
قسط نمبر3	21
اہل حدیث کے نزدیک ادلہ شرعیہ چار ہیں	
قرآن مجید، احادیث، اجماع امت اجماع مجتہدین اور اجتہاد (علی زئی)	
بہت سے اہل حدیث اجماع کے قائل نہیں بعض قیاس کے بھی قائل نہیں (ثناء اللہ امرتسری صاحب)	
کئی غیر مقلدین علماء اجتہاد کو نہیں مانتے	25
اجتہاد وقیاس کی ضرورت نہیں، یہ شیطانی وسوسے ہیں۔ (غیر مقلد عالم)	
قسط نمبر4	26

فہرست رسالہ
"مسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ اور آل غیر مقلدیت"

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
غیر مقلدین کی سلف بے زاری خود انہی کی زبانی	26	اعتراضات اوراس کے جوابات	
عبدالجبار غزنوی صاحب کا حوالہ			
وحیدالزمان خان غیر مقلد کا حوالہ	28		
قاضی عبدالاحد خان پوری کا حوالہ			
جواز تقلید پر اجماع ہے (محمد حسین بٹالوی صاحب)			
غیر مقلدین کی طرف سے قیاس کی مذمت	30		
"کتاب غیر" میں علی زئی کے اضافے	34		
قسط نمبر 5	37		
امکان کذب باری تعالیٰ کے دلائل غیر مقلدین علماء سے			
پہلی آیت			
دوسری آیت	39		
تیسری آیت	40		
چوتھی آیت			
احادیث سے دلائل	41		
امکان کذب اور علمائے امت	43		
شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ			
شارح مسلم امام نووی رحمہ اللہ	44		
امام رازی رحمۃ اللہ علیہ			
حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	45		
شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ			
قسط نمبر 6	46		
علی زئی کے بعض شبہات کے جوابات			
علی زئی کا خود کو حافظ کہلوانا			
عبداللہ روپڑی صاحب کا امکان کذب پر تفصیلی بحث	47		
اور علمائے دیوبند کی تائید			
بریلویہ و دیوبندیہ اور مسئلہ امکان کذب			
جھوٹ فی نفسہ عیب نہیں (روپڑی صاحب)			
عبداللہ روپڑی صاحب کے حوالے پر علی زئی کے	48		

امکانِ کذبِ باری تعالیٰ اور آلِ غیر مقلدیت

قسط:۱

زبیر علی زئی:[۴۰۰]

رب نواز دیوبندی[۴۰۱] اور امکانِ کذب[۴۰۲] باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ کے بارے میں آلِ دیوبند کا یہ عقیدہ ہے کہ امکانِ[۴۰۳] کذب تحت قدرت باری تعالیٰ[۴۰۴] ہے۔(دیکھئے تالیفاتِ رشیدیہ ص۹۸، علمی مقالات ج۴ص۴۲۷)

رشید[۴۰۵] احمد گنگوہی[۴۰۶] نے لکھا ہے:

’’پس ثابت[۴۰۷] ہوا کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ جل وعلیٰ ہے کیوں نہ ہو وھو علی کل شیء قدیر[۴۰۸] ط‘‘(تالیفاتِ رشیدیہ ص۹۹)

الجواب:

[۴۰۰]

علی زئی صاحب کی تحریروں کے کچھ نمونے:

مضمون کا جواب لکھنے سے پہلے مناسب ہوگا کہ قارئین کو علی زئی صاحب کی تحریروں کے کچھ نمونے دکھادیئے جائیں۔

تضاد بیانیاں:

محمد خبیب اثری صاحب غیر مقلد نے علی زئی صاحب کے متعلق لکھا:

’’ملحوظ رہے کہ شیخ کی اصولی ومنہجی غلطیوں کے علاوہ جزوی اغلاط بھی موجود ہیں بلکہ وہ تناقض کا بھی شکار ہوجاتے ہیں!‘‘[ہفت روزہ الاعتصام:۱۰رجمادی الاولی ۱۴۳۷ھ:۱۵]

(۱)......ایک صاحب نے علامہ سیوطیؒ کو’’امام‘‘ کہا۔علی زئی صاحب اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’حاطب اللیل کو امام قرار دینا بھی اعجوبہ ہے۔‘‘[علمی مقالات:۶/۴۰۲]

لیکن کئی مقامات میں علامہ سیوطی رحمہ اللہ کو وہ خود ہی’’امام‘‘ کہتے ہیں۔

چنانچہ لکھتے ہیں: ’’امام سیوطی‘‘[مقدمہ جزرفع الیدین:۱۹]

دوسری جگہ لکھتے ہیں: ''امام سیوطی کے بقول...'' [اوکاڑوی کا تعاقب:۲۷]

کفایت اللہ سنابلی صاحب غیر مقلد نے علی زئی صاحب کے اس تناقض سے آگاہ کرتے ہوئے لکھا:

''سر پیٹ لینے کی بات تو یہ ہے کہ خود زبیر علی زئی صاحب نے بھی دیگر مقامات پر بقلم خود سیوطی کو ''امام'' لکھ رکھا ہے۔'' [حدیث یزید محدثین کی نظر میں:۱۲۷]

(۲)......علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

سفیان ثوری، سلمہ بن کہیل سے تدلیس نہیں کرتے تھے۔'' [توضیح الاحکام:۳۳۶/۱]

اس طرح کی بات انہوں نے دیگر کتابوں میں لکھی ہے۔

[علمی مقالات:۵۵۴/۵، نور العینین:۱۲۸، القول المتین:۲۴]

لیکن انوار الصحیفة :۱۹۶ میں مذکور روایت سألت أبی بن کعب عن النبیذ کے بارے میں لکھتے ہیں: ''اسنادہ ضعیف، سفیان الثوری عنعن.''

حالانکہ سفیان نے اسے سلمہ سے روایت کیا ہے۔ محمد خبیب اثری صاحب غیر مقلد نے اسے علی زئی صاحب کا تناقض قرار دیتے ہوئے لکھا:

''ثوری، سلمہ بن کہیل سے بیان کرتے ہیں۔ مولانا کے اپنے اصول کے مطابق ...روایت صحیح قرار پاتی ہے، لہٰذا اس کی بابت ''اسنادہ ضعیف'' کہنا تناقض ہے۔''

[ہفت روزہ الاعتصام:۱۰ جمادی الاولی ۱۴۳۷ھ:۱۶]

(۳)......علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

''تنبیہ: مروجہ غنیۃ الطالبین کے نسخے کی صحیح و متصل سند میرے علم میں نہیں ہے۔''

[توضیح الاحکام:۴۲۱۲]

مگر اس کتاب سے استدلال بھی کیا۔ [بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم:۵۸]

استدلال کرنے کے ساتھ یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں:

''یاد رہے کہ غنیۃ الطالبین عبد القادر جیلانی کی کتاب ہے۔'' [توضیح الاحکام:۷۳/۳]

(۴)......ایک طرف علی زئی صاحب نے دعویٰ کیا:

''ایک محدث بھی مقلد نہ تھا۔'' [اوکاڑوی کا تعاقب:۵۲]

دوسری طرف محدث ابن الصلاح رحمہ اللہ کو ''تقلیدی'' کہتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

''ابن الصلاح (تقلیدی) نے عامی (مقلد) کے بارے میں لکھا ہے ''فان کان شافعیا لم

یکن لہ ان یستفتی حنفیا ولا یخالف امامہ ''پس اگر وہ شافعی ہے تو اسے حنفی سے مسئلہ نہیں پوچھنا چاہیے اور اپنے امام کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے۔(ادب المفتی و المستفتی: ۸۷ مکتبہ شاملہ) ابن الصلاح کے بارے میں اور بھی کئی باتیں ہیں۔''[علمی مقالات:۶/۱۵۴]

مزید لکھتے ہیں:

''کیا وہ ابن الصلاح (تقلیدی) کے منہج پر ہیں۔''[علمی مقالات:۶/۴۰۷]

دونوں جگہ قوسین میں ''تقلیدی'' لفظ بھی علی زئی صاحب کا تحریر شدہ ہے۔

(۵)......علی زئی صاحب نے یعقوب قمی کو 'ثقہ' قرار دیتے ہوئے لکھا:

''(۴) جریر بن عبدالحمید اسے مومن آل فرعون کہتے تھے۔

[تعدادِ رکعات قیام رمضان کا تحقیقی جائزہ:۱۹]

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''تنبیہ: ابوالشیخ الاصبہانی اور ابو نعیم اصبہانی دونوں نے بغیر کسی سند کے جریر (بن عبدالحمید) سے نقل کیا ہے کہ وہ جب یعقوب القمی کو دیکھتے تو فرماتے: ''ھذا مؤمن آل فرعون'' یہ آلِ فرعون میں سے مومن ہے۔(طبقات المحدثین باصبہان : ۲/۳۴، ت ۸۶، اخبار اصبہان:۲/۳۵۱) یہ قول بے سند ہونے کی وجہ سے ثابت نہیں۔''[علمی مقالات:۶/۱۴۵]

(۶)......علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

''مگر کسے معلوم تھا کہ ایک ایسا دَور آنے والا ہے جب مسلمانوں کی راہ کے خلاف چلنے والے بدعتی صحیحین (بخاری و مسلم) کی احادیث اور راویوں پر اندھا دھند حملے کریں گے۔''[نور العینین :۳۲]

لیکن لگے ہاتھوں بخاری کے روایوں پر جرح بھی کر دیتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں:

''اُسید بن زید بن نجیح الحمال الکوفی یہ راوی واقعی جمہور کے نزدیک ضعیف ہے، لیکن اس کی صحیح بخاری میں صرف ایک حدیث ہے۔(ح ۶۵۴۱)''[علمی مقالات:۶/۱۹۳]

آگے لکھتے ہیں:

''حسن بن ذکوان البصری: اسے جمہور نے ضعیف قرار دیا اور وہ مدلس بھی تھا لیکن اس کی صحیح بخاری میں صرف ایک حدیث ہے۔(۶۵۶۶)''[علمی مقالات:۶/۱۹۳] مزید دیکھئے ہماری اسی کتاب کا حاشیہ:۱

محمد خبیب اثری صاحب غیر مقلد نے علی زئی صاحب کی تضاد بیانیوں کو ذکر کر کے لکھا:

''کیا یہ اُصول شکنی نہیں؟ حالانکہ وہ خود [علی زئی صاحب (ناقل)] لکھتے ہیں: ''اپنے ہی اُصول

توڑکر پاش پاش کر دینا مذہبی خودکشی کی بدترین مثال ہے۔" (فتاویٰ علمیہ ۳/۳۸۲)"

[الاعتصام: ۱۸/ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ: ۱۸]

فتاویٰ علمیہ والی مذکورہ عبارت "علمی مقالات: ۴/۴۸۸" میں بھی موجود ہے۔

محمد خبیب اثری صاحب غیر مقلد نے اعتراف کر لیا ہے کہ علی زئی صاحب نے "مذہبی خودکشی کی بدترین مثال" پیش کی ہے۔

محدثین کی خاطر تواضع:

کفایت اللہ سنابلی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"یہ تو صرف مسئلہ یزید میں محدثین و اہلِ علم پر زبیر علی زئی صاحب کی کچھ کرم فرمائیاں تھیں، اس کے علاوہ دیگر مسئلوں میں بھی اپنے خلاف کئی محدثین و اہلِ علم کی زبیر علی زئی صاحب نے اچھی خاصی خاطر تواضع کی ہے۔" [ندیم ظہیر صاحب کے اعتراضات کا جائزہ، پہلی قسط کا جواب]

منسوخ قرار دینے کے کرشمے:

کفایت اللہ سنابلی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"ایک ضعیف حدیث میں آیا ہے کہ دو یہودیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پاؤں چومے۔ زبیر علی زئی نے پاؤں چومنے والی اس ضعیف روایت کو صحیح قرار دیا اس کے بعد اسے منسوخ ثابت کرنے کے لیے جس دُور کی کوڑی لائے اس پر قارئین شاید ہی اپنی ہنسی ضبط کر سکیں، فرماتے ہیں: لیکن دوسری روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاؤں چومنا منسوخ ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر اللہ کو سجدہ کرنے سے منع فرمایا... (اضواء المصابیح: ۹۷) سبحان اللہ! کہاں غیر اللہ کو سجدہ کرنا اور کہاں پاؤں چومنے کا عمل۔ اس قدر بعد المشرقین کے باوجود حضرت العلام الفقیہ اسے پاؤں چومنے والی روایت کا نسخ بتلا رہے ہیں۔"

[حدیث یزید محدثین کی نظر میں: ۱۶۳]

سنابلی صاحب نے علی زئی فکاہت کا ایک اور نمونہ پیش کرتے ہوئے لکھا:

"اب اگر زوردار قہقہے سے اپنے آپ کو بچا سکتے ہیں تو دعوائے نسخ پر شاندار فقاہت کا ایک اور نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔ لکھتے ہیں: "آپ (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کی مرض وفات میں جب حجاج بن یوسف عیادت کے لیے آیا تو آپ نے آنکھیں بند کر لیں اور حجاج سے کوئی بات نہیں کی حتی کہ وہ چلا گیا.... معلوم ہوا کہ آپ کا حجاج کے پیچھے نماز پڑھنے کا عمل منسوخ ہے۔" [مقالات: ۱/۱۳۶] جن کے یہاں نسخ کا اثبات اس طرح کی فقاہت بلکہ فکاہت پر مبنی ہو وہ امام ذہبی رحمہ اللہ کے کلام کو مذکورہ بنیاد پر منسوخ بتلائیں تو یہ ان کا حق

ہے لیکن علمی دنیا میں اس کی حیثیت ایک لطیفہ سے زیادہ کچھ بھی نہیں۔" [حدیث یزید محدثین کی نظر میں:۱۶۳]

تقلید:

علی زئی صاحب نے اپنی تحریروں میں تقلید کو بدعت، ناجائز اور شیطانی کام وغیرہ کہا ہے۔ مگر عملاً تقلید کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ وہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

کفایت اللہ سنابلی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"یہاں پر زبیر علی زئی صاحب نے امام ابنِ الصلاح رحمہ اللہ کو 'تقلیدی' کہا ہے جب کہ بعض مقامات پر خود موصوف نے امام ابنِ الصلاح رحمہ اللہ کی اندھی تقلید کی ہے جیسا کہ ہم نے زیادتِ ثقہ والے مضمون میں وضاحت کردی ہے۔" [حدیث یزید محدثین کی نظر میں:۷]

سنابلی صاحب نے دوسری جگہ علی زئی صاحب کو مخاطب کر کے لکھا:

"آپ نے جو کچھ لکھا ہے وہ ابن القیسرانی رحمہ اللہ کی دوسری کتاب "منتخب المنثور" کے محقق کی تقلید میں لکھا ہے۔" [حدیث یزید محدثین کی نظر میں:۱۱۵]

سنابلی صاحب زیادتِ ثقہ والے مضمون میں لکھتے ہیں:

"معلوم ہوا کہ امام ابن الصلاح رحمہ اللہ کا بیان ثابت شدہ حقائق کے خلاف ہے، اس لیے اس سے حجت پکڑنا جانتے بوجھتے ہوئے بھی بے دلیل بات کی پیروی کرنا ہے اور اسی کا چیز کا نام "اندھی تقلید" ہے۔" [یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ پر الزامات کا تحقیقی جائزہ:۲۴۳]

علی زئی صاحب بقلمِ خود لکھتے ہیں:

"راقم الحروف نے... بعض علماء کے اس قول... پر اعتماد کرتے ہوئے "اسنادہ حسن" قرار دیا جو کہ قولِ مذکور کے مشکوک ہونے کی وجہ سے غلط ہے۔" [علمی مقالات:۲۰۸/۳]

بلاعنوان:

کفایت اللہ سنابلی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"کیا معلوم کہ زبیر علی زئی صاحب کے حمایتی انہیں یزید سے بھی بہتر سمجھتے ہوں، بلکہ ان کے ایک حمایتی نے تو یہاں تک لکھ دیا: میرے نزدیک حافظ زبیر علی رح کا مقام امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہیں بڑھ کر ہے۔" [حدیثِ یزید محدثین کی نظر میں:۵]

کفایت اللہ سنابلی صاحب غیر مقلد نے علی زئی صاحب کی کتاب "علمی مقالات:۳۹۶/۶" کی ایک عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

’’کیا خوب اور دندان شکن جواب ہے! سمجھ نہیں آتا کہ اس جواب پر ہم اپنا سر پیٹ لیں یا کسی دیوار سے ٹکرا جائیں! جناب کو امام بخاری رحمہ اللہ کی ایک جرح کا کوئی جواب بھائی نہیں دیا تو ان کی دوسری جرح اُٹھا کر اس کا جواب لکھ مارا! سبحان اللہ۔‘‘ [حدیث یزید محدثین کی نظر میں: ۳۴]

۴۰۱

علی زئی صاحب کا یہ مضمون پہلے ایک رسالہ میں شائع ہوا تھا، بعد میں ان کی کتاب ’’علمی مقالات جلد ششم‘‘ میں شامل کر دیا گیا ہے۔ جب یہ مضمون شائع ہوا اسی وقت علی زئی صاحب کی وفات سے قریباً سوا سال پہلے ہم نے درج ذیل اعلان شائع کرا دیا تھا:

’’اعلان: زبیر علی زئی غیر مقلد نے پچھلے ماہ امکانِ کذب کے حوالے سے ایک مضمون لکھا ہے۔ وقت آنے پر ہم اسے متن بنا کر جواب دیں گے۔ ان شاء اللہ... رب نواز احمد پور شرقیہ‘‘

[مجلہ صفدر: جولائی ۲۰۱۲ء]

علی زئی صاحب کی وفات ۱۰/ نومبر ۲۰۱۳ء میں ہوئی۔ [اشاعۃ الحدیث: شمارہ ۱۱۲: ۱۴]

۴۰۲

اللہ تعالیٰ جس طرح ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، اسی طرح اپنے دیئے ہوئے حکم کے خلاف کرنے پر بھی اسے قدرت حاصل ہے، وہ مجبور و لاچار نہیں۔ لیکن چونکہ وہ سب سے بڑھ کر سچا ہے، اِس لیے اُس نے اپنے دیئے ہوئے حکم کے خلاف نہ کبھی کوئی کام کیا ہے اور نہ آئندہ کرے گا، البتہ خلاف کرنے پر قادر ضرور ہے۔ اپنے دیئے ہوئے حکم کے خلاف کام کرنے پر اللہ تعالیٰ کو قادر ماننا ’’امکانِ کذبِ باری تعالیٰ‘‘ کہلاتا ہے۔

۴۰۳

یہاں ’’امکان‘‘ لفظ ہے یعنی ممکن ہونا۔ جو چیز ممکن ہو، لازمی نہیں کہ وہ واقع بھی ہو۔

علی زئی صاحب کے استاذ محمد گوندلوی صاحب غیر مقلد نے لکھا:

’’امکانِ کذب‘‘ سے وقوعِ کذب لازم نہیں آتا۔‘‘ [خیر الکلام: ۳۶۷]

گوندلوی صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں:

’’امکان اور وقوع میں جو شخص فرق نہیں کر سکتا اس کو حق نہیں پہنچتا کہ ذات باری تعالیٰ میں بدونِ حجت اور برہان بحث کرے۔ [الاصلاح: ۲۱۱]

رئیس محمد ندوی صاحب غیر مقلد نے بریلوی کی تردید میں لکھا:

''حنفی المذہب دیوبندی... صرف امکان کے قائل ہیں وقوع کذب باری کے قائل نہیں ہیں۔''

[تصحیح العقائد:۱۰۷]

۴۰۴

کسی بریلوی نے لکھا: بعض بدعقیدہ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ جھوٹ بولنے پر قادر ہے۔ غیر مقلدین کے ''امام العصر'' عبداللہ روپڑی صاحب نے اس پر یوں تبصرہ کیا:

''تبصرہ: صاحبِ رسالہ کو لکھنا نہیں آتا۔ مقابلہ کا لحاظ کرتے ہوئے یوں لکھنا چاہیے کہ: اللہ تعالیٰ کی ذات جھوٹ بولنے پر قادر نہیں، کیونکہ نقائص وعیوب سے پاک تو سب ہی مانتے ہیں۔ اگر کہا جائے کہ ''وہ جھوٹ بولنے پر قادر نہیں''، یہ نقص اور عیب ہے۔ اس بناء پر مقابلہ صحیح ہو گیا تو اس کے جواب میں دوسرا فریق کہہ سکتا ہے کہ ''جھوٹ پر قدرت نہ رکھنا، یہ نقص وعیب ہے۔'' اس لیے خدا کی ذات کو اس سے پاک ماننا چاہیے۔ اس صورت میں مقابلہ ایک اور چیز میں ہو گیا۔ یعنی جھوٹ پر قدرت رکھنا، یا قدرت نہ رکھنا، ان دونوں میں سے کون سا ''عیب'' اور کون سا ''کمال'' ہے۔ پس صاحب رسالہ کو اس کا فیصلہ کرنا چاہیے تھا، تاکہ رسالہ پڑھنے والا کسی نتیجہ پر پہنچتا، ویسے لکھنے سے کیا فائدہ؟'' [توحید الرحمٰن:۱۳۶]

روپڑی صاحب کی یہی عبارت ہم علی زئی صاحب کے خلاف پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ علمائے دیوبند کے خلاف یوں دعویٰ کرتے کہ اللہ تعالیٰ کو جھوٹ پر قدرت نہیں۔ ویسے لکھنے سے کیا فائدہ؟

علی زئی صاحب کے استاذ محمد گوندلوی صاحب غیر مقلد ایک بریلوی کی تردید میں لکھتے ہیں:

''شخص مذکور نے امکانِ کذب باری تعالیٰ پر بحث کی ہے، اُس نے اِس مسئلہ کو بالکل سمجھا ہی نہیں، کہتا ہے کہ امکانِ کذب واجب تعالیٰ میں محال وممتنع ہے، اِس کی دلیل یہ دی ہے کہ کیونکہ ایسا عقیدہ حسبِ ذیل آیت کے خلاف ہے: تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا. [الانعام:۶/۱۱۶] اللہ تعالیٰ کی بات صدق و عدل کے ساتھ پوری ہو چکی ہے، اس کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا. [النساء:۴/۸۷] اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کون سچا ہے؟ حالانکہ یہ دلیل اپنے دعویٰ کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتی، کیونکہ دعویٰ تو یہ ہے کہ امکانِ کذب محال ہے اور دلیل یہ دے دی کہ کذب کا وقوع نہیں۔ امکان اور وقوع میں جو شخص فرق نہیں کر سکتا اس کو حق نہیں پہنچتا کہ ذات باری تعالیٰ میں بدونِ حجت اور برہان بحث کرے۔'' [الاصلاح:۲۱۱]

علی زئی صاحب مذکورہ کتاب ''الاصلاح'' کے بارے میں لکھتے ہیں:

''یہ کتاب عصرِ حاضر کے عظیم ومحترم اہلِ حدیث علماء کی مساعی جمیلہ کا نچوڑ ہے۔''

[علمی مقالات:۴/۱۰]

افسوس! علی زئی صاحب بھی بریلوی مصنف کی طرح "بدونِ حجت اور برہان" بحث کر رہے ہیں۔ آپ علی زئی صاحب کا یہ مضمون "رب نواز دیوبندی اور امکانِ کذب باری تعالیٰ" اول تا آخر پڑھ جایئے، امکانِ کذب باری تعالیٰ کے خلاف کوئی دلیل یا معارضہ آپ نہیں پائیں گے۔

البتہ دوسری جگہ امکانِ کذب باری کی تردید کرتے ہوئے لکھا:

"اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچا کوئی نہیں ہے اور وہ تمام بُری صفات سے پاک ہے۔"

(حاشیہ شرح حدیثِ جبریل:۱۲۸)

بریلوی نے دعویٰ امکانِ کذب کے محال ہونے کا کیا اور دلیل وقوعِ کذب کے محال ہونے کی دے دی۔ علی زئی صاحب نے بھی ایسے ہی کیا ہے۔ بریلوی اور علی زئی صاحبان دونوں "وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا" کو امکانِ کذب باری کے خلاف پیش کر رہے ہیں حالانکہ علی زئی صاحب کے استاد گرامی محمد گوندلوی صاحب کا اعتراف اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ یہ آیت امکان کی تردید نہیں کرتی بلکہ وقوعِ کذب کے خلاف ہے۔

۴۰۵

قاضی محمد اسلم سیف صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"مولانا رشید احمد گنگوہی ایسے یگانہ روزگار فاضل" [تحریک اہلِ حدیث تاریخ کے آئینے میں:۳۰۷]

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب حضرت گنگوہی وغیرہ علمائے دیوبند کے متعلق لکھتے ہیں:

"یہ حضرات جو کچھ کہتے اور لکھتے ہیں علیٰ وجہ البصیرت کہتے اور لکھتے ہیں۔" [فتاویٰ ثنائیہ:۱/۲۶۴]

مولانا ابو محمد عبد الجبار سلفی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"احناف دیوبند کے سرکردہ مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی ہیں، آپ باوجود صوفی منش ہونے کے عالم محدث بھی تھے۔" [فتاویٰ ثنائیہ:۱/۳۵۶]

۴۰۶

امکانِ کذب کے حوالے سے حضرت گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ذات پاک حق تعالیٰ جلالہ کی پاک منزہ ہے اس سے کہ متصف بصفتِ کذب کیا جاوے (معاذ اللہ تعالیٰ!) اس کے کلام میں ہرگز ہرگز شائبہ کذب کا بھی نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ: وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا۔ (نساء، آیت ۱۲۲) ترجمہ بات میں کوئی اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچا نہیں۔ جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ

عقیدہ رکھے، یا زبان سے کہے کہ وہ کذب (جھوٹ) بولتا ہے، وہ قطعاً کافر (و) ملعون ہے، اور مخالف قرآن وحدیث کا اور اجماعِ امت کا ہے، وہ ہرگز مؤمن نہیں: تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يَقُولُ الظّٰلِمُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ ظالموں کی بات سے بہت ہی اونچا ہے۔ یہ عقیدہ اہلِ ایمان سب کا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مثلاً فرعون وہامان وابی لہب کو قرآن مجید میں جہنمی ہونے کا ارشاد فرمایا ہے، وہ علم قطعی ہے، اس کے خلاف ہرگز ہرگز نہ کرے گا۔ وہ تعالیٰ قادر ہے اس بات پر کہ ان کو جنت دے دے، عاجز نہیں ہوئے گا، قادر ہے، اگرچہ ایسا نہیں کرے گا۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰاهَا وَ لٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔ (الم سجدہ:۱۳) ترجمہ: اور اگر ہم چاہتے تو سمجھا دیتے ہر جی کو اس کی راہ، لیکن ٹھیک پڑ چکی ہے میری کہی ہوئی بات کہ مجھ کو بھرنی ہے دوزخ جنوں سے اور آدمیوں سے اکٹھے۔ اس آیت سے واضح ہوگیا کہ اگر حق تعالیٰ چاہتا اس کو مؤمن کر دیتا مگر جو فرما چکا ہے اس کے خلاف نہ کرے گا اور سب اختیار سے ہے، اضطرار سے نہیں ہے۔ وہ فاعل مختار فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ہے، یہ عقیدہ تمام علمائے امت کا ہے۔" [باقیاتِ فتاویٰ رشیدیہ:۷۰]

۴۰۷

"پس ثابت ہوا" سے پتہ چلتا ہے کہ اس سے پہلے کوئی دلیل "امکانِ کذب کے اثبات پر مذکور ہے۔۔۔اور وہ یہ ہے:

"ایک جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى اَنْ يَّبْعَثَ عَذَابًا الایۃ۔ دوسری آیت وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ الایۃ آیتِ ثانیہ میں نفی عذاب کا وعدہ فرمایا اور ظاہر ہے کہ اگر اس کا خلاف ہو تو کذب لازم آئے گا مگر آیت اولیٰ سے اس کا تحت قدرت باری تعالیٰ ہونا معلوم ہوا۔"

[تالیفاتِ رشیدیہ:۹۹]

اس کے بعد امکانِ کذب کے اثبات پر حدیث سے دلیل دی گئی ہے اور وہ یہ ہے:

"احادیث کو دیکھئے کہ عشرہ مبشرہ مثلاً بالیقین جنتی بارشادِ نبی ہیں جو حقیقۃً وحی الٰہی جل وعلیٰ ہیں ہو چکے پر چونکہ صحابہ کرام جانتے تھے کہ خدا پاک مجبور نہیں ہے اس لیے نظر بہ قدرت وجلال کبریائی ڈرتے ہی رہے بلکہ سرکار علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات جن کی شان میں لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ فرماتے رہے وَاللّٰهِ مَا اَدْرِيْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِيْ" [تالیفاتِ رشیدیہ:۹۹]

یاد رہے کہ حدیث نبوی "مَا يُفْعَلُ بِيْ" سے امام آلِ غیر مقلدیت وحید الزمان صاحب اور غیر مقلدین کے شارح حدیث داود راز صاحب نے بھی امکانِ کذب باری کے عقیدہ کو اخذ کیا ہے۔ جیسا کہ

آگے آئے گا، ان شاء اللہ۔

علی زئی صاحب کو چاہیے تھا کہ ان دلیلوں کا جواب دیتے۔ انہوں نے نہ ان کا جواب دیا اور نہ ہی ان کے معارض کوئی دلیل پیش کی ہے۔

۸۰ح

''وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ'' دلیل سے خود آلِ غیر مقلدیت نے امکانِ کذب باری کو ثابت کیا ہے حوالہ جات آئندہ صفحات میں منقول ہوں گے، ان شاء اللہ۔ بلکہ علی زئی صاحب کے دادا استاد ثناء اللہ امرتسری صاحب نے اسی آیت کو مدار بنا کر دعویٰ کر دیا:

''اللہ...قادر ہے اپنی مثل بنا سکتا ہے۔'' [الفیصلة الحجازیة: ۲۱ر مشمولہ رسائل اہل حدیث جلد اول]

وحید الزمان صاحب غیر مقلد تو لکھتے ہیں:

''محال اگر کوئی شے ہے تو وہ (اللہ) اس پر بھی قادر ہے۔'' [لغات الحدیث: ۲/۳۹: ق]

علی زئی صاحب کے ہم نواؤں سے التماس ہے کہ وہ ثناء اللہ صاحب اور وحید الزمان صاحب پر کیا فتویٰ لگاتے ہیں جو اللہ کو نہ صرف ممکنات پر قادر مانتے ہیں بلکہ محال پر بھی قادر بتاتے ہیں۔ (جاری۔۔)

☆......☆......☆......☆

امکانِ کذبِ باری تعالیٰ اور آلِ غیر مقلدیت

قسط:۲

زبیر علی زئی:

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ دیوبندیوں کے نزدیک، اللہ تعالیٰ جھوٹ بول[۴۰۹] سکتا ہے۔ اس عقیدے کے بارے میں حاجی امداد[۴۱۰] اللہ "مہاجر[۴۱۱]" مکی صاحب نے صاف[۴۱۲] لکھا ہے:

"براہینِ[۴۱۳] قاطعہ میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کذب ممکن ہے[۴۱۴]۔ اس مسئلہ کی وجہ سے کتبِ الٰہیہ میں احتمال جھوٹ کا پیدا ہوسکتا ہے، یعنی مخالفین کہہ سکتے ہیں کہ شاید یہ قرآن ہی جھوٹا ہے اور اس کے احکام ہی غلط[۴۱۵] ہیں اور براہین قاطعہ کی اس تحریر کی وجہ سے بہت لوگ گمراہ[۴۱۶] ہوگئے۔ از فقیر امداد اللہ چشتی فاروقی عفا اللہ عنہ۔"
(تالیفاتِ رشیدیہ، ص:۹۸)

الجواب:

۴۰۹ "بول سکتا ہے" کا مطلب ہے کہ اللہ کو اس پر قدرت ہے۔ مگر باوجود قدرت کے نہ کبھی جھوٹ بولا ہے اور نہ ہی آئندہ بولے گا۔ مخالف سے درخواست ہے کہ وہ صاف لفظوں میں بتائے کہ اللہ کو جھوٹ پہ قدرت ہے یا نہیں تاکہ بات واضح ہو۔

"ہوسکتا ہے" پہ اعتراض کرنے والے اپنی جماعت کے "امام العصر" عبداللہ روپڑی صاحب کی عبارت پہ غور کریں! وہ مودودی صاحب کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ نہیں سمجھتے کہ خدا کی خدائی میں کیا نہیں ہوسکتا۔ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل یا آپ کی اتباع سے نیا نبی اب نہیں ہوسکتا؟ اتباع سے نبی ہوسکتا ہے کیا خدا اب قادر نہیں؟ سوال ہونے سے ہے نہ (کہ) ہوسکنے سے۔" [فتاویٰ اہلِ حدیث:۱/۳۹]

مذکورہ عبارت میں "خدا کی خدائی میں کیا نہیں ہوسکتا" پہ نگاہ رہے۔ نیز روپڑی صاحب کی طرح کسی اور کو "کیا خدا اَب قادر نہیں؟" کہہ کر سوال کرنے کا حق ہے؟ اسی طرح کسی دوسرے کے لیے گنجائش ہے کہ وہ یوں کہے: سوال جھوٹ بولنے سے ہے نہ کہ بول سکنے سے۔

جس طرح مودودی صاحب ہونے اور ہوسکنے کا آسان سا فرق مدِ نظر نہیں رکھ رہے تھے، اسی طرح علی زئی صاحب جھوٹ بولنے اور بول سکنے کا فرق نظر انداز کیے ہوئے ہیں۔

اس کو آسان مثال سے یوں سمجھ سکتے ہیں کہ روزہ دار کو حالتِ روزہ میں کھانے پینے پہ قدرت ہوتی ہے مگر وہ کھاتا پیتا نہیں۔ محض کھانے پینے پر قدرت کا ہونا عیب نہیں بلکہ غور کیا جائے تو یہ ایک خوبی ہے کہ قدرت کے باوجود وہ کھانے پینے سے رُکا ہوا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کو اپنے دیئے ہوئے حکم کے خلاف کرنے پر قدرت حاصل ہے مگر اس کی یہ خوبی ہے کہ باوجود قدرت کے اپنے حکم کی خلاف ورزی نہ کی ہے اور نہ کبھی کرے گا۔ کیونکہ وہ سچا ہے بلکہ سچائی میں سب سے بڑھ کر ہے۔ خود فرمانِ باری تعالیٰ ہے: وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا.

۴۱۰

نذیر احمد رحمانی صاحب غیر مقلد نے حضرت حاجی صاحب کے متعلق لکھا:

''حاجی موصوف کا مولد و منشا مغربی، یوپی ضلع مظفر نگر کا مشہور قصبہ ''تھانہ بھون ہے اور اطراف کے علاقوں میں انگریزوں کے خلاف جہاد کا علم بلند کیا تھا۔ لیکن بد قسمتی سے جب شورش ناکام ہوگئی اور انگریزوں کے قدم پھر جم گئے تو باغیوں کی دار گیر شروع ہوئی، حاجی صاحب کی گرفتاری کی بھی پولیس نے کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئی، وہ چھپ کر پنجاب اور سندھ کے راستے سے کراچی چلے گئے، اور وہاں سے جہاز پر سوار ہو کر مکہ معظمہ پہنچ گئے۔'' [اہلِ حدیث اور سیاست: ۳۵۸]

۴۱۱ شکر ہے کہ علی زئی صاحب نے حاجی امداد اللہ صاحب رحمہ اللہ کو ''مہاجر مکی'' مان لیا، ورنہ اس سے پہلے اپنی کئی تحریروں میں انہیں ''مفرور مکی'' کہتے رہے ہیں۔

۴۱۲

علی زئی صاحب کہتے ہیں: ''حاجی امداد اللہ ''مہاجر'' مکی صاحب نے صاف لکھا ہے''...عرض ہے کہ وہ عبارت مولوی نذیر احمد خان صاحب معترض کی ہے جیسا کہ اس کے اوپر دیئے گئے عنوان سے پتہ چلتا ہے، عنوان یہ ہے:

''نقل خط حضرت سیدنا حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مکہ مکرمہ زاد اللہ شرفہ در مسئلہ امکانِ کذب برفع شبہات مولوی نذیر احمد خان رام پوری''

عنوان میں مذکور'' برفع شبہات مولوی نذیر احمد خان رام پوری''الفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت حاجی صاحب نے خود شبہ پیش نہیں کیا بلکہ انہوں نے امکانِ کذب پر مولوی نذیر احمد خان رام پوری کے شبہ کا جواب دیا۔ جواب دیتے ہوئے فرمایا:

''از فقیر امداد اللہ چشتی فاروقی عفا اللہ عنہ بخدمت مولوی نذیر احمد خان صاحب بعد سلام تحیہ سلام آنکہ آپ کا خط آیا مضمون سے مطلع ہوا۔ ہر چند کہ بعض وجوہ سے عزمِ تحریر جواب نہ تھا مگر بغرض اصلاح اور

توضیح مطلب براہین قاطعہ اختصارا کچھ لکھ دیا جاتا ہے شاید اللہ تعالیٰ نفع پہنچاوے ان ارید الا الاصلاح مااستطعت وما توفیقی الا باللہ"

اس تمہید کے بعد درج ذیل جواب مذکور ہے:

"واضح ہو کہ امکانِ کذب کے جو معنی آپ نے سمجھے ہیں وہ تو بالاتفاق مردود ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف وقوع کذب کا قائل ہونا باطل ہے اور خلاف ہے نص صریح ومن اصدق من اللہ حدیثا وان اللہ لا یخلف المیعاد وغیرھما آیات کے۔ وہ ذات پاک مقدس شائبہ نقص کذب وغیرہ سے۔ رہا خلاف علماء کا جو در بارِ وقوع وعدم وقوع خلاف وعید ہے جس کو صاحب براہین قاطعہ نے تحریر کیا ہے۔ وہ دراصل کذب نہیں صورتِ کذب ہے اس کی تحقیق میں طول ہے۔ الحاصل امکانِ کذب سے مراد دخولِ کذب تحت قدرت باری تعالیٰ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ وعید فرمایا ہے اس کے خلاف کرنے پر قادر ہے، اگرچہ وقوع اس کا نہ ہو۔ امکان کو وقوع لازم نہیں، بلکہ ہوسکتا ہے کہ کوئی شیء ممکن بالذات ہو اور کسی وجہ خارجی سے اس کو استحالہ لاحق ہو، چنانچہ اہلِ عقل پر مخفی نہیں۔ پس مذہب جمیع محققین اہلِ اسلام وصوفیائے وعلماء عظام کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ ہے، پس جو شبہات آپ نے وقوع کذب پر متفرع کیے تھے وہ مندفع ہو گئے کیونکہ وقوع کا کوئی قائل نہیں ہے۔ یہ مسئلہ دقیق ہے عوام کے سامنے بیان کرنے کا نہیں اس کی حقیقت کی ادراک سے ابناءِ زمان قاصر ہیں، آیات واحادیثِ کثیرہ سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔ ایک ایک مثال قرآن وحدیث سے لکھی جاتی ہے..." [تالیفاتِ رشیدیہ:۹۸]

حاصل یہ ہے کہ "از فقیر امداد اللہ چشتی فاروقی عفا اللہ عنہ۔" جملہ کا تعلق شبہ والی عبارت کا آخر نہیں بلکہ جوابی تحریر کا شروع ہے۔ جیسے خط لکھنے والا خط کی ابتداء میں "از طرف فلاں" لکھا کرتا ہے، اسی طرح حضرت حاجی صاحب نے "از فقیر امداد اللہ چشتی فاروقی عفا اللہ عنہ" لکھ کر خط کا جواب دینا شروع کیا ہے مگر علی زئی صاحب نے اسے پچھلی عبارت کا تتمہ بنا کر معترض رمولوی نذیر احمد خان رام پوری کی عبارت کو مجیب رحاجی صاحب کی عبارت بنا دیا ہے۔ حالانکہ عبارت کے اوپر کا عنوان اور پھر بعد میں دیئے گئے جواب میں تھوڑا سا تامل کرنے سے بات واضح ہو جاتی ہے۔

یہ بھی معلوم رہے کہ علی زئی صاحب معترض کی عبارت کو مجیب کی طرف منسوب کرنے کو "جھوٹ" کہتے ہیں۔ دیکھئے ان کی کتاب "...تین سو جھوٹ"

۴۱۳ "براہینِ قاطعہ" حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری رحمہ اللہ کی کتاب ہے۔

قاضی محمد اسلم سیف صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"میرٹھ کے مولوی عبدالسمیع نے قبر پرستی اور ہندوانہ رسموں کو جائز ثابت کرنے کے لیے "انوارِ

ساطعہ'' لکھی۔اس کے جواب میں مولانا خلیل احمد سہارن پوری نے'' براہینِ قاطعہ'' لکھی۔''

[تحریکِ اہلِ حدیث تاریخ کے آئینے میں:۲۹۳]

ایک غیر مقلد نے ابوداود کی شروحات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا:

'' بذل المجهود فی حل ابی داؤد: اس میں مولانا خلیل احمد صاحب سہارن پوری رحمہ اللہ نے سنن ابوداؤد کو بڑی خوبی کے ساتھ حل کیا ہے۔'' [مقدمہ ابوداود مترجم:۴۷]

۱۴ ''کذب ممکن'' کا مطلب وہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کذب پر قادر ہے، عاجز نہیں۔مگر قدرت کے باوجود نہ کبھی جھوٹ بولا ہے اور نہ آئندہ بولے گا۔

۱۵ یہ عبارت معترض رام پوری صاحب کی ہے، حاجی امداد اللہ رحمہ اللہ کی نہیں، انہوں نے تو اس عبارت کا جواب دیا ہے جیسا کہ اوپر وضاحت ہو چکی ہے۔لہٰذا اِس عبارت کو حاجی صاحب کی طرف منسوب کرنا غلط ہے۔

۱۶

۱)......اول: یہ عبارت بھی معترض رام پوری کی ہے، حضرت حاجی صاحب اس سے بری ہیں۔نیز'' براہینِ قاطعہ'' کتاب کو قاضی محمد اسلم سیف صاحب غیر مقلد نے مقامِ مدح میں پیش کیا ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

۲)......دوم: یُضِلُّ به کَثِیْرًا آیت بھی ذہن میں رہے۔غیر مقلدین کے فتاویٰ میں لکھا ہے:

'' اگر انصاف سے کام نہ لیا جائے تو بہت سے منکرین نے تو قرآن پر بھی اعتراض کر دیئے تھے ان کو جواب یہی ملا تھا کہ یُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِىْ بِهٖ كَثِيْرًا وَّمَا يُضِلُّ بِهٖ اِلَّا الْفَاسِقِيْنَ''

[فتاویٰ علمائے حدیث:۹/۲۴۶]

۳)......سوم: علیٰ سبیل التنزل بالفرض والمحال کے طور پر ہم کہتے ہیں کہ اگر امکانِ کذب مسئلہ کو ماننے سے قرآن اور اس کے احکام کا جھوٹا ہونا لازم آتا ہے اور اس سے گمراہی پھیلتی ہے (معاذ اللہ) تو عرض ہے کہ غیر مقلد علماء بھی امکانِ کذب کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

غیر مقلدین کی طرف سے'' امکانِ کذب باری تعالیٰ'' عقیدہ کا اثبات:

غیر مقلدین کے'' مجتہد العصر'' عبداللہ روپڑی صاحب نے امکانِ کذب کے حوالے سے بریلوی و دیوبندی نزاع کا بزعمِ خود محاکمہ کرتے ہوئے لمبی بحث کی ہے اور آخر میں لکھا:

'' غرض اس قسم کی وجوہ بہت ہیں جو دیوبندیہ کے نظریہ کو ترجیح دیتے ہیں۔'' [توحید الرحمٰن:۱۳۸]

روپڑی صاحب نے مسئلہ امکانِ کذب باری تعالیٰ کو'' توحید الرحمٰن'' کے مقدس عنوان سے پیش کیا ہے۔یعنی امکانِ کذب باری عقیدہ'' توحید الرحمٰن'' ہے۔موحد ہونے کے دعوے دار غیر مقلدوں کو اپنے

بزرگ کی طرف سے پیش کردہ ''توحید الرحمٰن'' مان لینی چاہیے۔

امکانِ کذب کے عقیدہ کو کسی بریلوی نے گندہ عقیدہ کہا تو علی زئی صاحب کے استاد اور ان کے شیخ الاسلام محمد گوندلوی صاحب نے اس کی تردید کرتے ہوئے لکھا:

''شخص مذکور (بریلوی) کی منطق دانی سنو! کہتا ہے کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ باری عزّ اسمہ جھوٹ بولنے پر قدرت رکھتا ہے ان کو کذب کے متعلق مشیت الٰہی ثابت کرنی چاہیے۔ کیونکہ یہ قاعدہ عند العلماء مسلم ہے کہ قدرت مشیت سے تعلق رکھتی ہے۔ حالانکہ اس بیچارے کو اتنا علم نہیں کہ اس قاعدے سے تو ہر غیر واقع پر اللہ تعالیٰ کو غیر قادر ماننا پڑے گا۔ جو چیز واقع نہیں اگر اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہو تو بحسب قاعدہ شخص مذکور مشیت کا ہونا ضروری اور مشیت وجود کو مستلزم ''فیلزم اجتماع النقیض۔'' اصل بات یہ ہے کہ امکانِ بالذات محال بالغیر کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے۔ منطقی کہتے ہیں کہ دائمہ ضروریہ سے عام ہے، مگر حکماء کہتے ہیں کہ دوام کے لیے علت کی ضرورت ہے اور علت کے ہوتے ہوئے تخلفِ معلول محال ہے۔ لہذا عدم دائمہ محال ہے اور یہی معنی ضروریہ کا ہے۔ پس جب عدم کذب باری تعالیٰ دائم ہوگا تو لامحالہ کذب محال ہوگا، مگر اس طرح کا استحالہ امکان کے منافی نہیں ، کیونکہ اس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی غیر واقع پر قادر نہ ہو، کیونکہ یہ غیر واقع ہے، اس صورت میں غیر ممکن اور محال ہوا۔'' [الاصلاح:۲۱۱]

گوندلوی صاحب کی عبارت ''امکان کے منافی نہیں'' پہ نگاہ رہے۔ اور ان کا بیان کردہ یہ جملہ ''اصل بات یہ ہے کہ امکانِ بالذات محال بالغیر کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے'' بھی مدِ نظر رہے۔

علی زئی صاحب ''الاصلاح'' کتاب کے متعلق لکھتے ہیں:

''یہ کتاب استاذِ محترم حافظ عبد المنان نور پوری کی مراجعت، حافظ محمد شریف کی زیرِ نگرانی، حافظ صلاح الدین یوسف اور ڈاکٹر عبد الرحمٰن فریوائی حفظہم اللہ کی تقدیم وحمایت کے ساتھ شائع ہوئی ہے، گویا کہ یہ کتاب عصرِ حاضر کے عظیم ومحترم اہلِ حدیث علماء کی مساعی جمیلہ کا نچوڑ ہے۔'' [علمی مقالات ۱۰/۴]

علی زئی صاحب جس کتاب کو ''اہلِ حدیث علماء کی مساعی جمیلہ کا نچوڑ'' کہہ رہے ہیں اس میں امکانِ کذب باری کا اثبات ہے اور مخالف مصنف کی تردید ہے۔ کیا غیر مقلدین میں ایسا کوئی شخص نہیں تھا جو علی زئی صاحب کو سمجھا دیتا کہ آپ امکانِ کذب باری کا انکار کر کے ''اہلِ حدیث علماء کی مساعی جمیلہ'' پہ پانی نہ پھیریں!!!

علی زئی صاحب کے دادا استاد ثناء اللہ امرتسری صاحب غیر مقلد کسی بریلوی پیر کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''پیر صاحب! اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ یہ جملہ اسمیہ خبریہ ہے اور مقولہ خداوندی ہے خدا کے جملہ اسمیہ خبریہ

میں صداقت ضروری ہے،(خاص کر آپ کے نزدیک کیونکہ آپ عقیدہ امکانِ کذب باری کو کفر سمجھتے ہیں) پس اس جملہ خبریہ کی نسبت جو خدا کا مقولہ ہے، صدق کا اعتقاد رکھنا چاہیے، یا کذب کا، یعنی یہ اعتقاد رکھیں کہ خدا نے جو یہ جملہ فرمایا صحیح ہے یا سمجھیں کہ غلط ہے اگر صحیح ہے تو ہمارا آپ کا اتفاق، اگر غلط ہے تو امکانِ کذب باری کیا یہاں تو اطلاق کذب باری ہو گیا'' [شمع توحید: ۱۲ مشمولہ رسائل ثنائیہ: ۲۱۷]

امرتسری صاحب نے قوسین کے درمیان ''خاص کر آپ کے نزدیک کیونکہ آپ عقیدہ امکانِ کذب باری کو کفر سمجھتے ہیں'' لکھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امکانِ کذب باری کو کفریہ سمجھنا بریلوی عقیدہ ہے ورنہ امرتسری صاحب کو ''خاص کر آپ کے نزدیک...'' کہنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ رہا امرتسری کا عقیدہ وہ تو ممتنع پر بھی اللہ کو قادر مانتے ہیں۔

چنانچہ عبدالاحد خان پوری صاحب غیر مقلد، امرتسری صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:

'' آریہ نے قرآن پر اعتراض کیا کہ قرآن میں لکھا ہے اِنَّ اللّٰـهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ یعنی اللہ ہر چیز پر قادر ہے تو اللہ اپنی مثل بنانے پر بھی قادر ہے یا نہیں۔ سو اس اکفر الکافرین، اجہل الناس نے کہا کہ ہاں قادر ہے اپنی مثل بنا سکتا ہے۔ دیکھو اس اکفر الکافرین، اجہل الناس کو اس خبیث کے پلید منہ سے کتنا کفر عظیم نکلا جس کا کوئی کافر بھی قائل نہیں ہو سکتا۔'' [الفیصلة الحجازیة: ۲۱ مشمولہ رسائل اہل حدیث جلد اول]

علی زئی صاحب تو امکانِ کذب عقیدہ کی مخالفت پر قلم تھامے ہوئے ہیں، دوسری طرف ان کے شیخ الشیخ ثناء اللہ صاحب ممتنع پر اللہ کو قادر مان رہے ہیں۔

اخبار اہلِ حدیث امرتسر کی طرف نسبت کر کے کہا گیا کہ اس میں لکھا ہے:

''اللہ جھوٹ بولنے پہ قادر ہے، یہ کہنا عین ایمان ہے۔'' [اخبار اہلِ حدیث امرتسر: ۲، ۱۹۱۵ء]

میرے پاس اخبار اہلِ حدیث کا مذکورہ شمارہ نہیں ہے۔ غیر مقلدین سے مطالبہ ہے وہ بتائیں کہ کیا اخبار اہلِ حدیث کا مذکورہ حوالہ صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے تو ٹھیک ورنہ ہم اسے آئندہ حذف کر دیں گے، ان شاء اللہ۔

امام آلِ غیر مقلدیت وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''لکنه یقدر علی الظلم ... ومخالفة الوعد ممکن عقلا.'' [نزل الابرار: ۱/۵]

لیکن اللہ کو ظلم پر قدرت ہے...اور وعدہ خلافی کرنا عقلی طور پر ممکن ہے۔

وحید الزمان صاحب نے صراحت کر دی ہے کہ اللہ کو ظلم پر قدرت ہے اور اس کی طرف سے وعدہ خلافی کرنا بھی ممکن ہے۔ یہ امکانِ کذب باری تعالیٰ نہیں تو اور کیا ہے؟

نزل الابرار کتاب کا پورا نام ''نُزُلُ الۡاَبۡرَارِ مِنۡ فِقۡهِ النَّبِيِّ الۡمُخۡتَارِ'' ہے یعنی نبی مختار (صلی اللہ

علیہ وسلم) کی فقہ سے نیک لوگوں کی مہمانی۔

وحید الزمان صاحب مزعومہ فقہ نبوی کے دسترخوان پر ''امکانِ کذب باری تعالیٰ'' پیش کر کے نیک لوگوں کی مہمانی کر رہے ہیں۔

وحید الزمان صاحب ''حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰی نَفْسِیْ، میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کرلیا'' کی تشریح میں لکھتے ہیں:

''اب اس کے دو معنٰی ہیں۔ بعضوں نے کہا: یعنی میں ظلم سے پاک اور برتر ہوں، میرا کوئی فعل ظلم نہیں ہوسکتا۔ چونکہ ساری مخلوقات میری مِلک ہے اور ظلم کہتے ہیں غیر کی مِلک میں تصرف کرنے کو اور اس کی تائید میں ایک حدیث بھی وارد ہے۔ گو اس کی سند میں گفتگو ہے کہ اللہ تعالیٰ سارے آسمان اور زمین والوں کو عذاب کرے تو وہ ظالم نہ ہوگا اور اکثر علمائے اہلِ حدیث اور محققین کا یہ قول ہے کہ ظلم کہتے ہیں وضع الشیء فی غیر محله کو اور ظلم ممکن ہے اللہ تعالیٰ کو اس پر قدرت ہے لیکن بہ نظر وعدۂ الٰہی ان الله لا يظلم مثقال ذرة وما انا بظلام العبيد'' اس کا وقوع ممتنع ہے اور یہی مذہب صحیح ہے۔'' [لغات الحدیث: ۱/۶۰، ح]

وحید الزمان صاحب نے ''اکثر علمائے اہلِ حدیث اور محققین کا یہ قول ہے کہ...'' کہہ کر امکانِ کذب باری تعالیٰ کا عقیدہ پیش کیا ہے۔ غیر مقلدین اپنے آپ کو اہل حدیث تو کہتے ہی ہیں، ان کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ مقلد کی ضد محقق ہے، غیر مقلد ہی محقق ہوا کرتا ہے۔ ان کے اس دعوے کے پیشِ نظر الزاماً کہا جاسکتا ہے کہ جو محققین امکانِ کذب باری تعالیٰ کے قائل ہیں وہ غیر مقلدین ہی ہیں۔

داؤد راز صاحب غیر مقلد اپنے دعویٰ ''اللہ کی عمومِ قدرت'' پر دلیل دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حضرت شیخ شرف الدین یحیٰ منیری اپنے مکاتیب میں فرماتے ہیں وہ (اللہ) ایسا مستغنی اور بے پروا ہے کہ اگر چاہے تو سب پیغمبروں اور نیک بندوں کو دم بھر میں دوزخی بنادے اور سارے بدکار اور گنہگار کو بہشت میں لے جاوے کوئی دم نہیں مار سکتا۔''

[شرح بخاری: ۵/۵۰۳، مناقب الانصار، باب مقدم النبی واصحابہ المدینۃ ح: ۳۹۲۹]

راز صاحب نے شرح بخاری اردو ۷/۶۶۹ میں بھی ''امکانِ کذب باری تعالیٰ'' کا اثبات کیا ہے جیسا کہ آگے آئے گا۔ إن شاء اللہ۔

پروفیسر عبداللہ بہاول پوری صاحب غیر مقلد کہتے ہیں:

''اگر اللہ سارے آسمان والے فرشتوں اور ساری زمین کے انسانوں کو دوزخ میں ڈال دے تو خدا ظالم نہیں... اگر خدا تمام فرشتوں کو اور تمام انسانوں کو دوزخ میں ڈال دے تو اللہ سے کوئی پوچھنے والا نہیں اور کوئی اللہ کو ظالم نہیں کہہ سکتا۔'' [خطبات بہاول پوری: ۴/۲۸۴]

وحید الزمان صاحب نے ''اکثر علمائے اہلِ حدیث اور محققین'' کا موقف لکھا کہ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ ظلم پر قادر ہے اور اس کی طرف سے ظلم کرنا ممکن ہے۔ داؤد راز صاحب کا عقیدہ ہے کہ اللہ قادر ہے کہ ''سب پیغمبروں اور نیک بندوں کو دم بھر میں دوزخی بنادے اور سارے بدکار اور گنہگار کو بہشت میں لے جاوے۔''

پروفیسر عبداللہ صاحب بھی اللہ تعالیٰ کو ''ظلم پر قادر بتاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے ظالم ہونے کی نفی فرمادی ہے مگر اس کے باوجود اس سے ظلم کے صدور کو یہ لوگ ممکن مان رہے ہیں، یہ امکانِ کذب باری تعالیٰ ہی تو ہے۔

علی زئی صاحب کے استاد محمد گوندلوی صاحب نے تصریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ظلم پر قادر ماننا امکانِ کذب باری ہے۔

چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کے ظلم کا مسئلہ (یعنی اللہ تعالیٰ کسی معصوم کو بلاوجہ عذاب دے تو کیا اس کو ظلم کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ ظلم پر قادر ہے یا نہیں؟) بھی بعض وجوہ سے کذب کی طرح ہے۔ یہ دونوں ایک جیسے ہیں۔'' [الاصلاح:۲۱۲]

علی زئی صاحب نے ''الاصلاح'' کتاب کو ''اہلِ حدیث علماء کی مساعی جمیلہ کا نچوڑ'' قرار دیا، جیسا کہ پیچھے اُن کی کتاب ''علمی مقالات [۱۰/۴]'' کے حوالہ سے مذکور ہے۔ نیز انہوں نے ''الاصلاح'' کے مصنف گوندلوی صاحب کو ''شیخ الاسلام'' وغیرہ القاب سے یاد کیا ہے جیسا کہ حاشیہ: ا میں ہم ان کی کتاب ''فاتحہ خلف الامام: اا'' کے حوالہ سے نقل کر آئے ہیں۔

صفی الرحمٰن مبارک پوری صاحب غیر مقلد کہتے ہیں:

''اس بحث میں بھی بریلوی مناظر نے شاہ اسماعیل شہید کی عبارت آگے پیچھے سے کاٹ کر بلکہ بیچ سے بھی بعض الفاظ الٹ پلٹ کر اپنی حیثیت عرفی کو نمایاں کیا ہے۔ یہ بحث دقیق فلسفیانہ تنقیح و تجزیہ پر مبنی ہے جو بہت سے اہلِ علم کی رسائی سے بالاتر ہے عام لوگوں کے لیے بحث کا خلاصہ پیش کیا جارہا ہے۔ شاہ اسماعیل شہید اور مخالفین دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے جھوٹ کا صادر ہونا محال ہے، اختلاف اس بات میں ہے کہ اس کے محال ہونے کی وجہ کیا ہے۔ شاہ اسماعیل شہید کے مخالفین یعنی بریلوی علماء اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت نہیں رکھتا وہ بہت سے کاموں سے بالکل عاجز، بے بس اور مجبور ہے۔ ان کے برخلاف شاہ اسماعیل شہید یہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ عاجز، بے بس، مجبور نہیں لیکن جو کام اس کی حکمت کے تقاضے کے خلاف ہو اس کام کا اس سے صادر ہونا محال ہوتا ہے اس لیے جھوٹ کا صادر ہونا بھی محال ہے منطقی

وحید الزمان صاحب نے ''اکثر علمائے اہلِ حدیث اور محققین'' کا موقف لکھا کہ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ ظلم پر قادر ہے اور اس کی طرف سے ظلم کرنا ممکن ہے۔ داؤد راز صاحب کا عقیدہ ہے کہ اللہ قادر ہے کہ ''سب پیغمبروں اور نیک بندوں کو دم بھر میں دوزخی بنادے اور سارے بدکار اور گنہگار کو بہشت میں لے جاوے۔''

پروفیسر عبداللہ صاحب بھی اللہ تعالیٰ کو ''ظلم پر قادر بتاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے ظالم ہونے کی نفی فرمادی ہے مگر اس کے باجود اس سے ظلم کے صدور کو یہ لوگ ممکن مان رہے ہیں، یہ امکانِ کذب باری تعالیٰ ہی تو ہے۔

علی زئی صاحب کے استاد محمد گوندلوی صاحب نے تصریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ظلم پر قادر ماننا امکانِ کذب باری ہے۔

چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کے ظلم کا مسئلہ (یعنی اللہ تعالیٰ کسی معصوم کو بلا وجہ عذاب دے تو کیا اس کو ظلم کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ ظلم پر قادر ہے یا نہیں؟) بھی بعض وجوہ سے کذب کی طرح ہے۔ یہ دونوں ایک جیسے ہیں۔'' [الاصلاح:۲۱۲]

علی زئی صاحب نے ''الاصلاح'' کتاب کو ''اہلِ حدیث علماء کی مساعی جمیلہ کا نچوڑ'' قرار دیا، جیسا کہ پیچھے اُن کی کتاب ''علمی مقالات [۱۰/۴]'' کے حوالہ سے مذکور ہے۔ نیز انہوں نے ''الاصلاح'' کے مصنف گوندلوی صاحب کو ''شیخ الاسلام'' وغیرہ القاب سے یاد کیا ہے جیسا کہ حاشیہ: ا میں ہم ان کی کتاب ''فاتحہ خلف الامام: ۱۱'' کے حوالہ سے نقل کرآئے ہیں۔

صفی الرحمٰن مبارک پوری صاحب غیر مقلد کہتے ہیں:

''اس بحث میں بھی بریلوی مناظر نے شاہ اسماعیل شہید کی عبارت آگے پیچھے سے کاٹ کر بلکہ بیچ سے بھی بعض الفاظ الٹ پلٹ کر اپنی حیثیت عرفی کو نمایاں کیا ہے۔ یہ بحث دقیق فلسفیانہ تنقیح و تجزیہ پر مبنی ہے جو بہت سے اہلِ علم کی رسائی سے بالاتر ہے عام لوگوں کے لیے بحث کا خلاصہ پیش کیا جارہا ہے۔ شاہ اسماعیل شہید اور مخالفین دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے جھوٹ کا صادر ہونا محال ہے، اختلاف اس بات میں ہے کہ اس کے محال ہونے کی وجہ کیا ہے۔ شاہ اسماعیل شہید کے مخالفین یعنی بریلوی علماء اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت نہیں رکھتا وہ بہت سے کاموں سے بالکل عاجز، بے بس اور مجبور ہے۔ ان کے برخلاف شاہ اسماعیل شہید یہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ عاجز، بے بس، مجبور نہیں لیکن جو کام اس کی حکمت کے تقاضے کے خلاف ہو اس کام کا اس سے صادر ہونا محال ہوتا ہے اس لیے جھوٹ کا صادر ہونا بھی محال ہے منطقی

اصطلاح میں اس کو یوں کہا جائے گا کہ پہلے قول کے مطابق اللہ تعالیٰ سے جھوٹ کا صادر ہونا ممتنع بذاتہ ہے اور دوسرے قول کے مطابق ممتنع لغیرہ ہے۔[رزمِ حق و باطل:۱۶۸]

اس کتاب ''رزمِ حق و باطل'' میں صفی الرحمٰن مبارک پوری کے اُس مناظرہ کی روائیداد ہے جو انہوں نے ضیاء المصطفیٰ بریلوی سے کیا ہے۔

محمد عبداللہ غازی پوری صاحب غیر مقلد کہتے ہیں:

''ہماری دانست میں خدائے پاک کے امکانِ کذب کا مسئلہ بھی مسائلِ قسم دوم سے ہے جن پر سنی اور بدعتی ہونے کا معیار نہیں گو خالص سنت تو یہی ہے کہ اس میں بھی بالکل خوض نہ کیا جائے جیسا کہ سلف نے خوض نہیں کیا۔یہی مسلک اہلِ حدیث کا ہے اللھم احشرنا فی زمرتھم۔''

[مجموعہ رسائل حافظ محمد عبداللہ غازی پوری:۲۴۷،تحقیق وتخریج حافظ شاہد محمود]

غازی پوری صاحب کے نزدیک امکانِ کذب باری تعالیٰ کا قائل کافر تو کجا بدعتی بھی نہیں۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ نے امکانِ کذب کے مسئلہ پر ''الجهد المقل '' کتاب لکھی ہے۔قاضی محمد اسلم سیف صاحب غیر مقلد نے اُن کی اس خدمت کو سراہا ہے۔چنانچہ سیف صاحب لکھتے ہیں:

''مولوی فضلِ حق رامپوری نے ایک رسالہ ''امتناعِ کذب باری'' لکھا،شیخ الہند مولانا محمود حسن نے ''الجهد المقل فی قدرة المعز و المذل '' لکھ کران کی علمی بے بضاعتی اور علمی بے مائیگی کو واضح کیا۔[تحریک اہلِ حدیث تاریخ کے آئینے میں:۲۹۳]

اگر امکانِ کذب مسئلہ کو ماننے سے قرآن اوراس کے احکام کا جھوٹا ہونا لازم آتا ہے اوراس سے گمراہی پھیلتی ہے(معاذاللہ) تو بتایئے!جو غیر مقلد علماء امکانِ کذب کا عقیدہ رکھتے ہیں،ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کے ساتھ بُری صفات مثلاً امکانِ کذب باری تعالیٰ کا انتساب صریحاً کفر ہے اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچا کوئی نہیں ہے اور وہ تمام بُری صفات سے پاک ہے۔جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ بُری صفات کو منسوب کرتا ہے وہ کافر ہے۔''[حاشیہ شرح حدیثِ جبریل:۱۲۸]

اگر امکانِ کذب کا قائل کافر ہے تو اس عقیدہ کے حاملین آلِ غیر مقلدیت کو کافر کہنے کی ہمت کس غیر مقلد میں ہے۔زیادہ نہیں ایک اور صرف ایک مستند غیر مقلد عالم کا نام پیش کردیں جس نے امکانِ کذب باری کا عقیدہ رکھنے والے علمائے غیر مقلدین کو نام بنام کافر کہا ہو؟ (جاری۔۔)

امکانِ کذبِ باری تعالیٰ اور آلِ غیر مقلدیت

قسط:۳

زبیر علی زئی:

اہلِ حدیث[۴۱۷] اور آلِ دیوبند[۴۱۸] کے نزدیک ادلۂ شرعیہ چار ہیں:
۱: قرآن مجید[۴۱۹]
۲: احادیث (صحیحہ مرفوعہ)
۳: اجماعِ اُمت اجماعِ مجتہدین[۴۲۰]
۴: اجتہاد[۴۲۱]

الجواب:

۴۱۷

غنیمت ہے کہ علی زئی صاحب ادلہ اربعہ کو حجت مان رہے ہیں ورنہ عام آلِ غیر مقلدیت کا نعرہ ہے کہ صرف قرآن وحدیث ہی حجت ہے تیسری کوئی چیز نہیں۔

سعید احمد یوسف زئی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"دینی امور معاملات ومسائل میں رہنمائی صرف کتاب وسنت ہی سے حاصل کرنی چاہیے لیکن اگر انہیں چھوڑ کر یا ان کے ساتھ دوسری تیسری اور چوتھی شے کی طرف رجوع کیا جائے گا تو اس میں سوائے گمراہی کے کچھ نہیں مل سکے گا" [صحیفہ اہلِ حدیث یکم ربیع الآخر ۱۴۱۷ھ]

ثناء اللہ امرتسری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"بہت سے اہلِ حدیث ایسے ہیں جو اجماع کے قائل نہیں بلکہ بعض قیاس کے بھی نہیں جیسے... امام شوکانی، نواب صدیق حسن خان۔" [اخبار اہل حدیث امرتسر، ۱۱رجون ۱۹۱۵ء]

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں:

ترجمہ: "فی نفسہ اجماع کے ممکن ہونے میں، اس کے علم کے ممکن ہونے میں اور ہماری طرف اس کے منتقل ہونے میں اختلاف ہے، حق بات یہ ہے کہ یہ کچھ ممکن نہیں اور ان سب کو مان لینے کی صورت میں پھر

بھی ان سب میں اختلاف ہے کہ اجماع شرعی حجت بھی ہے یا نہیں، جمہور کا مذہب تو یہ ہے کہ اجماع حجت ہے اور اس پر اکثر کی دلیل فقط نقل ہے نہ کہ عقل، حق یہ ہے کہ اجماع حجت نہیں اور اگر ہم مان بھی لیں کہ اجماع حجت ہے اور اس کا علم ممکن ہے تو زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ جس چیز پر اجماع ہوا ہے وہ حق ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس چیز کا اتباع بھی واجب ہو۔" [افادة الشیوخ:۱۲۱]

نواب صاحب کے بیٹے نورالحسن صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

ترجمہ "اور جب اجماع کی کوئی حیثیت نہیں تو قیاسِ مصطلح جسے (فقہاء نے) چوتھی دلیل قرار دیا ہے خود ہی اس کی ضرورت پوری ہوگئی اور وہ کچھ نہ رہا سوائے اس کے دین اسلام اور خیرالانام کی ملت حقہ کی دو دلیلیں دو چیزوں میں منحصر ہیں کتاب اللہ، سنتِ مطہرہ اور ان دونوں چیزوں کے علاوہ کوئی چیز بھی حجت غیّرہ اور برہانِ قاطع نہیں ہے۔" [عرف الجادی:۳......بحوالہ غیر مقلدین امام بخاری کی عدالت میں:۱۸۲]

امامِ آلِ غیر مقلدیت وحیدالزمان صاحب اعتراف کرتے ہیں:

"غیر مقلدوں کا گروہ جو اپنے تئیں اہل حدیث کہتے ہیں انہوں نے ایسی آزادی اختیار کی ہے کہ مسائل اجماعی کی بھی پروا نہیں کرتے۔" [لغات الحدیث:۲/۹۱،ش]

غیر مقلدین کی کتاب میں لکھا ہے:

"صحابہ کرام شرع کی دلیل دو ہی باتوں کو سمجھتے تھے (۱) قرآن (۲) حدیث۔ اور اجماع وقیاس ان کے نزدیک کوئی شرعی دلیل نہ تھا کیونکہ قیاس ہر ایک کا متفاوت ومختلف ہوتا ہے اور اجماع کی معرفت دشوار ہے تیسیر الباری ۱۲ منہ" [نصرۃ الباری کتاب البیوع:۱۵۰ صحیفہ اہلِ حدیث ۸۴ھ ۱۶ جمادی الثانی وکیم رجب]

ابوالاشبال شاغف صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"لیکن اتباع تابعین کے زمانے میں کتب احادیث کے بعد اصولِ فقہ اور کتبِ فقہ کی تدوین شروع ہوئی تو ہر مصنف نے حسبِ فہم اصول مرتب کیا اور اصل اصول دین اسلام میں کتاب وسنت کے ساتھ اضافہ شروع ہوگیا۔ یعنی اب اصول دین دو کی بجائے کسی نے تین اور کسی نے چار اور کسی نے پانچ قرار دیئے۔" [مقالاتِ شاغف:۲۰۶]

شاغف صاحب نے کتاب وسنت کے علاوہ تیسرے اور چوتھے اصول کو کتاب وسنت پر اضافہ قرار دیا ہے۔

شاغف صاحب ہی لکھتے ہیں:

"اہلِ سنت و جماعت کے اصول کے مطابق اصول شریعت یا ادلہ احکام شریعت صرف دو ہیں یعنی کتاب وسنت لیکن سنت و جماعت کے ساتھ نسبت جوڑنے والے اکثر فرقوں نے اصولِ شریعت کے ضمن میں کتاب وسنت کے ساتھ اجماع کو بھی شامل کیا ہے۔" [مقالاتِ شاغف:۲۰۷]

شاغف صاحب مزید لکھتے ہیں:

"دراصل ان قیود وشرائط کے ساتھ اجماع کا حصول جوئے شیر لانا ہے۔ اور یہی دلیل اس بات کی ہے کہ ادلہ شرعیہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔" [مقالاتِ شاغف:۲۰۸]

آگے لکھتے ہیں:

"میں نے زمانہ طالب علمی سے اصول فقہ پڑھتے وقت سے اس کی حقیقت کو جاننے کی سعی کی کہ جتنے دلائل اس کو ثابت کرنے کے لیے بیان کئے جاتے ہیں ان میں سے کسی دلیل سے بھی اس کو ثابت نہیں کیا جاسکتا۔" [مقالاتِ شاغف:۲۰۹]

مزید سنئے:

"اساتذہ کرام سے سوال عرض کیے۔ کتبِ اصول کا مطالعہ کیا۔ کتب فقہ کی طرف رجوع کیا۔ شروحات حدیث پر غور کیا، کتب تفاسیر کا مطالعہ کیا۔ بڑے بڑے شیوخ جن کے متعلق یہ معلوم ہوا کہ وہ اصول وفروع میں کمال رکھتے ہیں، ان سے مذاکرہ کیا۔ لیکن کوئی بھی اسے بطورِ دلیل شرعی ثابت نہ کرسکا اور نہ کوئی ایسا مسئلہ بتاسکا جو اجماع سے ان جمیع شرائط وقیود کے ساتھ ثابت ہو۔" [مقالاتِ شاغف:۲۰۹]

آگے پڑھیے:

"یادرکھو دلیل شرعی صرف اور صرف کتاب وسنت کا نام ہے۔ کتاب وسنت میں قیامت تک کی ضروریات اور نوازلات اور درپیش مسائل کے لیے دلیل موجود ہیں۔" [مقالاتِ شاغف:۲۱۱]

غیر مقلدین کے مذکورہ بالا حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے ہاں اجماع حجت نہیں اور قیاس کے حجت نہ ہونے کے حوالے آگے حاشیہ:۳۰ ۴۲۳ میں مذکور ہوں گے، ان شاء اللہ۔

لیکن علی زئی صاحب نے لکھ دیا:

"اہلِ حدیث کے خلاف بعض جھوٹے اور فتنہ پرور لوگ یہ پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں کہ اہلِ حدیث کے نزدیک شرعی دلیلیں صرف دو ہیں قرآن وحدیث ر تیسری کوئی نہیں۔" [علمی مقالات:۳/۱۷]

ہماری اسی کتاب میں غیر مقلدین کے موجود حوالہ جات اس بات پر گواہ ہیں کہ اجماع وقیاس کی

حجیت کے انکار کو غیر مقلدین کی طرف منسوب کرنا پروپیگنڈا نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ اگر میرے ان حوالہ جات کو کافی نہ سمجھا گیا تو میں مستقل کتاب ترتیب دوں گا جس میں اپنے مطالعہ کی حد تک غیر مقلدین کی وہ تمام عبارات جمع کروں گا جس میں انہوں نے برملا اجماع یا قیاس کی حجیت کا انکار کیا ہے۔

۱۸

یہاں علی زئی صاحب مان گئے ہیں کہ دیوبندی ادلہ اربعہ: قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس کو حجت سمجھتے ہیں جب کہ وہ اس سے پہلے لکھ چکے ہیں:

''دیوبندی و بریلوی حضرات کے نزدیک ادلہ اربعہ حجت نہیں۔'' [علمی مقالات:۳/۱۷]

۱۹

غیر مقلدین قرآن وحدیث اور اجماع کو کس قدر مانتے ہیں اس کی کچھ جھلک خود انہی کی زبانی میں اپنی اسی کتاب میں (حاشیہ... میں) لکھ چکا ہوں۔

آلِ غیر مقلدیت کے متعدد علماء نے اعتراف کیا ہے کہ تقلید کے جواز پر اجماع ہے۔ مثلاً:

میاں نذیر حسین دہلوی صاحب۔ [معیار الحق...]

محمد حسین بٹالوی صاحب۔ [اشاعۃ السنۃ:۲۲/۳۳۱]

میر محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب۔ [تاریخ اہلِ حدیث:۱۴۷]

مگر موجودہ دَور میں اہل حدیث ہونے کے مدعی عموماً تقلید کے منکر ہیں۔

نعیم الحق ملتانی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''بھینس کی زکوۃ وقربانی کے جواز پر پوری امت متفق ہے، صرف چودھویں صدی ہجری اور بیسویں عیسوی میں برصغیر کے کچھ علماء اہلِ حدیث کو، اور ان کی وساطت سے عامۃ الناس کی ایک بھاری تعداد کو... کچھ غلط فہمیاں لگی ہیں۔'' [بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ:۳۱طبع دوم]

اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ بھینس کی قربانی کے جواز پر امت کا اتفاق رہا ہے مگر غیر مقلدین کی ایک بڑی تعداد اس اجماع سے منہ موڑے ہوئے ہے۔

۲۰

اجماع کی حجیت کے منکرین اشکال کرتے ہیں کہ تمام افرادِ امت کے اجماع کا پتہ کیسے چلے گا۔ شاید اُن کے اس اشکال سے بچنے کے لیے علی زئی صاحب نے ''اجماعِ مجتہدین'' مراد لیا ہے لیکن منکرین

نے پھر بھی اعتراض کر دیا۔ چنانچہ ابوالاشبال شاغف صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اب اس تعریف کی رُو سے جو بھی اجماع کا دعویٰ کرے یا کسی مسئلے میں اجماع کا ذکر کرے اس پر لازم وضروری ہے کہ وہ اس کا ثبوت بہم پہنچائے کہ فلاں عصر وزمانے میں اس مسئلہ پر اجماع ہوا اور اس وقت حدودِ اسلامیہ کے اندر اتنے مجتہدین عصر موجود تھے اور سب نے اس پر اتفاق کیا ہے۔ یا کم ازکم یہ کہ ان سب کو اس کی خبر ہو چکی ہے اور سب نے اس پر سکوت فرمایا ہے اور جب تک یہ ثبوت پیش نہ کیا جا سکے اجماع کا دعویٰ صحیح نہ ہوگا۔ اور بقول امام احمد بن حنبلؒ ''من ادعی الاجماع فقد کذب یعنی جس نے اجماع کا دعویٰ کیا وہ جھوٹا ہے۔'' [مقالاتِ شاغف: ۲۰۷]

۲۱

کئی غیر مقلدین ''اجتہاد'' کو نہیں مانتے۔ مثلاً ابوالاشبال شاغف صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''جب حضرت عثمان عبداللہ بن سعد ابی سرح کو اپنی صواب دید اور اجتہاد سے امیر جہاد مقرر کیا تو ۳۱ھ میں محمد بن ابی بکر اور محمد بن ابی حذیفہ نے ان کی مخالفت شروع کر دی اور اس کا نتیجہ حضرت عثمان وعلی کی شہادت اور جنگ وجدال اور کئی ہزار صحابہ کی شہادت کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ اور یہ ہے نتیجہ نصِ صریح کو چھوڑ کر قیاس واجتہاد پر عمل کرنے کا... پھر امیر معاویہ نے اجتہاد وقیاس کا سہارا لیا اور یزید کی بیعت لی اور صریح کتاب وسنت کو اس باب میں چھوڑ دیا اس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ پس اے امتِ مسلمہ کتاب و سنت کے صریح احکام پر عمل کرنے پر اکتفاء کرو۔ اس کے اندر ڈوب کر ست نکالنے کی فکر میں مت پڑو۔ اجتہاد وقیاس کی ضرورت نہیں غلط فہمی میں مت پڑو۔ یہ شیطانی وسوسے ہیں اور ان ہی وساوس پر عمل کرنے کے نتائج ہیں کہ امت مسلمہ متفرق فرقوں میں بٹ کر تباہ وبرباد ہو رہی ہے۔'' [مقالاتِ شاغف: ۲۸۲]

(جاری۔۔)

امکانِ کذبِ باری تعالیٰ اور آلِ غیر مقلدیت

قسط:۴

زبیر علی زئی:

اہلِ حدیث کے نزدیک اجتہاد سے مراد آثارِ سلف صالحین[۴۲۲]، مصالح مرسلہ، اولیٰ وغیرہ اولیٰ، مفہوم، صحیح قیاس[۴۲۳] اور اجتہادِ علمائے حق[۴۲۴] ہے، لیکن آلِ دیوبند کے نزدیک اجتہاد سے صرف امام ابوحنیفہ کا اجتہاد مراد[۴۲۵] ہے، جیسا کہ محمود حسن دیوبندی[۴۲۶] نے لکھا ہے: لیکن سوائے امام اور کسی کے قول سے ہم پر حجت قائم کرنا بعید از عقل ہے'' (ایضاح الادلہ طبع قاسمی دیوبند ص ۲۷۶، جدید نسخہ محرفہ[۴۲۷] طبع قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۴۸۹)

مناظر حسن گیلانی دیوبندی[۴۲۸] نے محمود حسن دیوبندی سے نقل کیا کہ محمد قاسم نانوتوی دیوبندی[۴۲۹] نے (مولانا) حسین بٹالوی (رحمہ اللہ) سے کہا تھا:

''دوسرے یہ کہ میں مقلد امام ابوحنیفہ ہوں، اس لیے میرے مقابلہ میں آپ جو قول بھی بطورِ معارضہ پیش کریں وہ امام ہی کا ہونا چاہیے۔ یہ بات مجھ پہ حجت نہ ہوگی کہ شامی نے یہ لکھا ہے اور صاحبِ دُرمختار نے یہ فرمایا ہے، میں اُن کا مقلد نہیں[۴۳۰]۔'' (سوانح قاسمی ج ۲ ص ۲۲)

الجواب:

۴۲۲

غیر مقلدین کی سلف بیزاری خود انہی کی زبانی:

علی زئی صاحب اپنی جماعت کو سلف کا پیرو کہہ رہے ہیں جب کہ خود ان کے ہم مسلک علماء و مصنفین نے غیر مقلدین کی ''سلف بیزاری'' کا کھلے لفظوں میں اقرار کیا ہے چند نقول ملاحظہ فرمائیں۔

عبدالجبار غزنوی صاحب غیر مقلد اپنے غیر مقلدین کے متعلق کہتے ہیں:

''ہمارے اس زمانہ میں ایک فرقہ نیا کھڑا ہوا ہے جو اتباعِ حدیث کا دعویٰ رکھتا ہے اور در حقیقت وہ لوگ اتباعِ حدیث سے کنارے ہیں، جو حدیثیں کہ سلف وخلف کے ہاں معمول بہا ہیں ان کو ادنیٰ سی قدح اور کمزور جرح پر مردود کہہ دیتے ہیں اور صحابہ کے اقوال وافعال کو ایک بے طاقت سے قانون اور بے نور سے قول کے سبب پھینک دیتے ہیں اور ان پر اپنے بے ہودہ خیالوں اور بیمار فکروں کو مقدم کرتے ہیں اور اپنا نام

محقق رکھتے ہیں۔'' [فتاویٰ علمائے حدیث:۸۰/۷]

وحیدالزمان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''بعضے اہلِ حدیث بظاہر اپنے آپ کو اہلِ حدیث کہتے ہیں مگر حکامِ وقت کی خوشامد سے حق باتوں کا اظہار نہیں کرتے۔ بعضے کیا کرتے ہیں کہ تفسیر قرآن میں صحابہ اور سلف صالحین کا طریقہ چھوڑ کر نئے نئے معانی اور مطالب اپنی خواہش نفس کے موافق نکالتے ہیں۔'' [لغات الحدیث:۱/۲۱ کتاب،د]

وحیدالزمان صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''غیر مقلدوں کا گروہ جو اپنے تئیں اہلِ حدیث کہتے ہیں انہوں نے ایسی آزادی اختیار کی ہے کہ مسائل اجماعی کی پرواہ بھی نہیں کرتے۔ نہ سلف صالحین صحابہ اور تابعین کی'' [لغات الحدیث:۲/۹۱ کتاب ش]

قاضی عبدالاحد خان پوری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اس زمانہ کے جھوٹے اہلِ حدیث مبتدعین مخالفین سلف صالحین جو حقیقت ماجاء بہ الرسول سے جاہل ہیں وہ صفت میں وارث اور خلیفہ ہوئے ہیں شیعہ وروافض کے...ان جہال بدعتی کاذب اہلِ حدیثوں میں کوئی ایک دفعہ رفع یدین کرے اور تقلید کا رد کرے اور سلف کی ہتک (توہین) کرے مثل امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جن کی امامت فی الفقہ اجماع سے ثابت ہے اور پھر جس قدر کفر، بداعتقادی اور الحاد اور زندیقیت ان میں پھیلا وے بڑی خوشی سے قبول کرتے ہیں۔'' [کتاب التوحید والسنۃ:۲۶۲]

محمد حسین بٹالوی صاحب غیر مقلد، ثناء اللہ امرتسری صاحب کی تفسیر پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''توافق سنتِ صریحہ وآثارِ سلفیہ صحیحہ جو تفسیر کے لیے ایک لازمی امر ہے۔ اس میں یکسر مفقود ہے اور برعکس اس کے توافق مذاہب باطلہ معتزلہ، نیچریہ، مرزائیہ، چکڑالویہ اس میں جا بجا موجود ہے۔'' [الاربعین:۴۲]

عبدالعزیز دینانگری صاحب امرتسری صاحب کی تفسیر کے بارے میں کہتے ہیں:

''سلف صالحین اور خیر القرون اور ائمہ مجتہدین کے برخلاف ہے۔'' [الاربعین:۳۱]

عبدالمنان وزیر آبادی صاحب غیر مقلد کہتے ہیں:

''میں نے تفسیر عربی مصنفہ ثناء اللہ امرتسری کی مواضع متعددہ سے سُنی۔ اکثر تفسیر سلف صالحین اور خیر القرون کے خلاف ہے۔'' [الاربعین:۳۲]

محمد حسین ہزاروی صاحب غیر مقلد نے ''امرتسری تفسیر'' کے متعلق کہا:

''اس میں شک نہیں کہ یہ تفسیر نیچرانہ طریق پر لکھی گئی ہے اور سلف صالحین اور مجتہدین رحمہم اللہ اور

احادیثِ صحیحہ کے خلاف لکھی گئی ہے۔" [الاربعین:۳۸]

عبداللہ روپڑی صاحب غیر مقلد نے امرتسری صاحب کے بارے میں لکھا:

"آپ اقوال سلف کی پرواہ نہیں کرتے۔ دیکھئے تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن میں اور دیگر کئی رسائل میں اس نے کس طرح سلف کی مخالفت کی ہے ہم اس کی چند مثالیں نقل کیے دیتے ہیں..."

[فتاویٰ اہلِ حدیث:۷۵/۱]

امرتسری صاحب خود ہی اقرار کرتے ہیں:

"میرا مذہب اور عقیدہ یہ ہے کہ میں خدا، رسول کے کلام کو سند اور حجت شرعیہ مانتا ہوں۔ان کے سوا کسی ایک یا کئی اشخاص کا قول یا فعل حجتِ شرعیہ نہیں جانتا۔" [مظالمِ روپڑی:۵۶]

عبداللہ روپڑی صاحب غیر مقلد نے عنایت اللہ اثری صاحب غیر مقلد کے متعلق کہا:

"ان کی کتابیں بالکل سلف کے خلاف ہیں۔" [العطر البلیغ:۱۹امشمولہ رسائل اہلِ حدیث]

علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

"سلف صالحین کے اس متفقہ فہم کے خلاف بعض جدید محققین اور متحققین کا یہ دعویٰ ہے کہ تکبیراتِ عیدین میں رفع یدین نہیں کرنا چاہیے۔" [علمی مقالات:۱۹۸/۳]

جو "جدید محققین اور متحققین" تکبیراتِ عید میں رفع یدین کے منکر ہیں، وہ کون لوگ ہیں؟ آیئے علی زئی صاحب کی زبانی ہی جانیے! وہ لکھتے ہیں:

"یاد رہے کہ مولانا شمس الحق عظیم آبادی، مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری، مولانا عبیداللہ مبارکپوری اور شیخ البانی رحمہم اللہ کے اقوال و "تحقیقات" در تکبیرات عیدین، امام عطاء بن ابی رباح، امام اوزاعی، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ سلف صالحین کے مقابلے میں اور مخالف ہونے کی وجہ سے مردود ہیں۔" [علمی مقالات:۱۷۶/۲]

علی زئی صاحب کی ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ تکبیراتِ عیدین میں رفع یدین کے منکرین شمس الحق عظیم آبادی، عبدالرحمٰن مبارکپوری، عبیداللہ مبارکپوری اور البانی وغیرہ غیر مقلدین کا موقف اسلاف کے خلاف ہے۔

اسلاف تقلید کے قائل ہیں۔اس پر آلِ غیر مقلدیت کے بہت سے حوالہ جات پیش کیے جاسکتے ہیں، اختصاراً ایک حوالہ پیش خدمت ہے۔وکیل اہلِ حدیث کہلائے جانے والے مصنف محمد حسین بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:

''عدم جواز تقلید کے مدعی علماء سلف سے ہمارے علم کے مطابق صرف ایک حافظ ابنِ حزم گذرے ہیں جنہوں نے مطلق تقلید کو ناجائز کہا ہے۔ مگر استاذ ہند شاہ ولی اللہ صاحب وغیرہ نے اُن کی کلام کی تاویل و توجیہ کر کے اس کو اس سے عام قرار داد اور اجماعی عقیدہ علماء اسلام کے کہ ''تقلید جائز ہے'' مطابق کر دیا ہے۔'' [اشاعۃ السنۃ: ۲۲/۳۳۰]

مگر علی زئی صاحب وغیرہ نام نہاد اہل حدیث اسلاف کے برخلاف تقلید کی مذمت کیا کرتے ہیں۔

یہاں یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ غیر مقلدین نے اسلاف کی اتباع اوران کے اجتہاد کو دلیل شرعی کس مصلحت کے تحت کہا ہے؟ کیونکہ آلِ غیر مقلدیت نے تقلید کی تردید میں جو مزعومہ دلائل دیئے ہیں۔ اُن کے پیشِ نظر تو اسلاف کی پیروی بھی ناجائز ہونی چاہیے مثلاً:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اتباع کے لائق وہ ذات ہے جو معصوم ہو اور معصوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ائمہ نہیں۔ انتھی

اگر ائمہ معصوم نہیں تو کیا سلف صالحین معصوم ہیں؟ ان کی اتباع جائز اوران کا اجتہاد دلیل شرعی کیسے بن گیا؟

اسی طرح غیر مقلدین ایک ضعیف روایت پیش کر کے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام آجائیں تو انہیں میری اتباع کے بغیر چارہ نہیں ہوگا۔

غیر مقلدین اس ضعیف روایت سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے نبی کے لیے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی اتباع ضروری ہے تو اُمتیوں کے لیے بطریقِ اولیٰ آپ کی اتباع ضروری ہے، لہٰذا ائمہ کی پیروی جائز نہیں۔

اس کا جواب حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ نے ''الکلام المفید'' میں دے دیا ہے۔

کیا ہمیں پوچھنے کا حق ہے کہ جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے لیے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی پیروی ضروری ہے تو غیر مقلدین کے لیے اسلاف کی پیروی کیسے جائز ہوگئی؟

علی زئی صاحب کی نظرِ ثانی اور تائید سے ایک کتاب ''مقالات الحدیث'' شائع ہوئی اس میں کسی صدیق رضا کا ایک مضمون تقلید کی تردید میں ہے۔ مضمون نگار نے تقلید کی تردید میں جو مزعومہ دلائل دیئے ہیں اُن میں سے چند کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی پر مغفرت کا وعدہ ہے، اماموں کی پیروی پر مغفرت کا وعدہ

نہیں۔

......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بعین اللہ کی اطاعت ہے، اماموں کی اطاعت بعینہ اللہ کی اطاعت نہیں۔

......طریقہ نبوی کے مطابق کیا جانے والا عمل یقیناً مقبول ہے جب کہ اماموں کی پیروی والے عمل کی مقبولیت مشکوک ہے۔

......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی پر دردناک عذاب کی دھمکی ہے، اماموں کی بات رد کرنے پر دردناک عذاب کی دھمکی نہیں۔

......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا انکار اور آپ کی نافرمانی کفر ہے اور لوگوں کے مقرر کردہ اماموں کی پیروی نہ کرنا کفر نہیں۔

......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ہر بات ''حجت شرعی'' ہے اور اپنے بنائے ہوئے امام کی بات اُن کا قول و فعل سرے سے ''حجتِ شرعی'' نہیں۔[مقالات الحدیث: مضمون: اتباع اور تقلید میں فرق]

ائمہ اربعہ اسلاف میں بڑا مقام رکھتے ہیں اگر ان مزعومہ دلائل سے ائمہ اربعہ کی پیروی کا ناجائز ہونا ثابت ہوتا ہے تو باقی اسلاف کی پیروی کیوں جائز اور دلیل شرعی بن سکتی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اماموں کے درمیان اوپر جو فرق ظاہر کیا گیا ہے کیا وہ فرق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلاف کے درمیان نہیں؟ سوچیں!

۲۳ ‌ ۔

غیر مقلدین کی طرف سے قیاس کی مذمت:

قیاس کے انکاری تو غیر مقلدین میں بہت زیادہ پائے جاتے ہیں وہ قیاس صحیح اور قیاس فاسد کی تقسیم کے بغیر مطلقاً قیاس کی تردید کرتے ہیں انہیں میں سے وہ لوگ بھی ہیں جن کا نعرہ ہے کہ اول من قاس فھو ابلیس سب سے پہلے جس نے قیاس کیا وہ ابلیس ہے۔

عبداللہ روپڑی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''فقہاء کے نزدیک کل دلیلیں چار ہیں: کتاب و سنت، اجماع اور قیاس اور اہلِ حدیث کے نزدیک قیاس میں کلام ہے۔'' [فتاویٰ اہلِ حدیث:۱/۲۶۴]

محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں:

''میں نے حسامی سے بزدوی تک اکثر کتب اصول اور فقہ مصنفہ سلف و خلف کو دیکھا پر کسی میں کوئی

دلیل صحیح صریح مشروعیت قیاس پر نہ پائی۔" [اخبار اہل حدیث امرتسر ۱۱جون ۱۹۱۵ء]

وحید الزمان صاحب نے لکھا:

ترجمہ: "اصولِ شرع دو ہیں کتاب اور سنت۔اور بعضوں نے مطلقا اجماع وقیاس صحیح کا بھی اضافہ کیا ہے لیکن حق بات یہ ہے کہ اجماع ظنی اور قیاس دونوں حجت ملزمہ نہیں ہیں البتہ یہ دونوں مظہر اور اقناعی ہیں۔" [ہدیۃ المہدی ۱/۸۲]

محمد یحیٰ گوندلوی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"صحابہ کرام اور تابعین عظام قیاس کو شرعی دلیل نہیں بناتے تھے۔" [مقلدین ائمہ کی عدالت میں:۱۴]

آگے لکھتے ہیں:

"اگر ائمہ کی محض رائے اور قیاس حجت یا واجب الاتباع ہوتی تو اس امت کے رسول بھی اتنے ہوتے جتنے مذاہب ہیں۔" [مقلدین ائمہ کی عدالت میں:۷۰]

مزید لکھتے ہیں:

"اگر آثارِ صحابہ کو قیاس اور تقلید کے ردّ میں بالاستیعاب جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب بن جائے گی۔" [مقلدین ائمہ کی عدالت میں:۹۴]

داؤد ارشد صاحب غیر مقلد نے محدثین کی کتابوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا کہ اُن میں:

"کہیں آپ کو اقوال الرجال اور رائے قیاس کی بو نہ آئے گی۔" [تحفہ حنفیہ:۲۵۷]

علی زئی صاحب کے استادِ گرامی بدیع الدین راشدی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"رائے وقیاس خطا وصواب کا مجموعہ ہوتا ہے اور اس کا کوئی پابند نہیں۔" [تنقیدِ سدید:۹۷]

آگے لکھتے ہیں:

"قیاس نئی بدعت ہے۔پہلے نہیں تھا نیز قیاس بُری چیز ہے اور اسلام کے گرنے کا باعث ہے۔" [تنقیدِ سدید:۹۹]

پڑھتے جائیں:

"رائے وقیاس پر فتویٰ دینا جائز نہیں۔" [تنقیدِ سدید:۱۲۲]

"یہ سوال ہی غلط ہے کہ یہ مسئلہ قرآن وحدیث میں معاذ اللہ نہیں ہے اس لیے قیاس کرتے ہیں۔یہ عقیدہ (قرآن وحدیث کو ناقص سمجھنا) مسلمانوں کا مذہب نہیں۔" [تنقیدِ سدید:۱۲۳]

"کیا وہ [اللہ کا حکم (ناقل)] تام نہیں؟ اگر ہے تو قیاس کی کیا ضرورت۔ نیز اللہ نے قرآن و

حدیث پھر اجماع کا حکم دیا اور قیاس کا کہیں نہیں بلکہ قیاس کی صورت میں اختلاف لازمی ہے۔اس لیے حکم دیا کسی کو مت لو۔" [تنقیدِ سدید:۱۷۳]

امین اللہ پشاوری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"جو لوگ آرا و قیاسات کی پیروی کرتے ہیں وہ...گمراہ ہیں۔" [حقیقة التقلید.....:۱۴۰]

عبدالستار حماد صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"عبادات میں قیاس کو کوئی دخل نہیں ہوتا۔" [فتاویٰ اصحاب الحدیث:۱۷۲/۲]

سعید احمد یوسف زئی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"جو اجتہاد کتاب و سنت کی بجائے رائے، قیاس، مشاورت اور اجماع اہلِ خیر، اجماع ائمہ یا اجماع امت وغیرہ کی روشنی میں کیا جائے وہ تمام اہلِ ایمان کے حجت قطعی اور دلیل قطعی ہرگز نہیں ہے۔"

[صحیفہ اہلِ حدیث یکم ربیع الآخر ۱۴۱۷ھ]

۴۲۴

یاد رہے کہ بہ اعترافِ آلِ غیر مقلدیت "علمائے حق" میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ بھی شامل ہیں۔لہٰذا اہل حدیث ہونے کے دعویداروں نے بہت سے مقامات میں ان کے اجتہادی مسائل کو تسلیم کیا ہے۔

غیر مقلدین کے "محدث جلال پوری و مولانا" سلطان محمود صاحب نے کہا:

"ائمہ اربعہ امت مسلمہ کے اکابر اور رجال عظیم ہیں۔ساری امت ان کی اجتہادی کاوشوں سے متمتع ہوئی ہے۔وہ سب کے استاذ ہیں۔خصوصاً امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اجتہادات کا ایک بڑا حصہ برصغیر کے عاملین بالحدیث نے قبول کر رکھا ہے۔" [مولانا سلطان محمود محدث جلال پوری رحمہ اللہ:۲۸]

اپنے ہم مسلک لوگوں کو انگریز سے "اہلِ حدیث" نام الاٹ کرا کے دینے والے بزرگ محمد حسین بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:

"ہم لوگ جو اس گروہ سے علم کی طرف منسوب ہیں منصوصات میں قرآن و حدیث کے پیرو ہیں اور جہاں نص نہ ملے وہاں صحابہ تابعین و ائمہ مجتہدین کی تقلید کرتے ہیں خصوصاً ائمہ مذہب حنفی کی جن کے اُصول و فروع کی کتب ہم لوگوں کے مطالعہ میں ہیں" [اشاعۃ السنۃ:۲۹۰/۲۳]

۴۲۵

کسی کے اجتہاد کو ماننا تقلید ہے۔علی زئی صاحب مدعی ہیں کہ اہل حدیث کے نزدیک امتیوں کے اجتہادی مسائل دلیل شرعی ہیں۔جب دونوں فریق امت کے اجتہادی مسائل کو قبول کرتے ہیں تو دونوں

میں کوئی اُصولی فرق رہا؟ نام نہاد اہلِ حدیث نے دعویٰ بھی کر دیا کہ احناف اور اہلِ حدیث کا اُصولی اختلاف نہیں۔ مثلاً:

ڈاکٹر عبدالرحمٰن بن عبدالجبار الفریوائی صاحب غیر مقلد نے محمد گوندلوی صاحب غیر مقلد کی کتاب "الاصلاح" کے تعارف میں لکھا:

"آگے چل کر [مصنف نے (ناقل)] بڑی تفصیل سے یہ بات واضح کی کہ اہلِ حدیث مذاہب اربعہ سے کوئی الگ جماعت نہیں بلکہ مذاہب اربعہ اور اہلِ حدیث ایک ہی جماعت ہے۔"

[تقدیم الاصلاح:۱۰۷]

آگے لکھتے ہیں:

"مولانا نے اہلِ حدیث اور حنفی اہلِ سنت کے دونوں گروہوں کے انصاف پسند حضرات کی تحریروں سے یہ اخذ کیا ہے کہ ان دونوں میں کوئی اُصولی اختلاف ہے اور نہ ہی فروعی۔" [تقدیم الاصلاح:۱۱۱]

ابن بشیر الحسینوی صاحب غیر مقلد "الاصلاح" کتاب کے متعلق لکھتے ہیں:

"اس میں درج ذیل مسائل زیرِ بحث ہیں: ۱۔ تقلید: اس میں یہ ثابت کیا ہے کہ اہل حدیث اور محققین حنفیہ کا اس میں جو اختلاف ہے وہ صرف اور صرف فہم کا اختلاف ہے۔" [مقدمہ، الاصلاح:۱۱۴]

خود گوندلوی صاحب لکھتے ہیں:

"برادرانِ اسلام پر مخفی نہیں کہ ہندوستان کے اکثر حصے میں اہلِ سنت کے دو گروہ ہیں: ایک اہلِ حدیث اور ایک حنفیہ اگرچہ ان دونوں گروہوں کے غالی افراد کی تحریر و تقریر سے ان میں بہت بڑا فرق نظر آتا ہے مگر انصاف پسند حضرات کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اِن دونوں میں نہ کوئی اُصولی اختلاف ہے اور نہ فروعی، بلکہ صرف اختلافِ فہم ہے۔" [الاصلاح:۱۳۱]

علی زئی صاحب نے "الاصلاح" کتاب کو "اہلِ حدیث علماء کی مساعی جمیلہ کا نچوڑ" قرار دیا ہے۔ [علمی مقالات ۴/۱۰]

اور یہ بھی بتایا جائے کہ علی زئی صاحب کے بقول اہلِ حدیث اسلاف کا اجتہاد مانتے ہیں اور دیوبندی صرف امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا۔ تو بڑا مقلد کون ہوا؟ وہ گروہ جو ایک کی پیروی کرتا ہے یا وہ لوگ جو سب کی پیروی کو اختیار کیے ہوئے ہیں؟

۲۶ع

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن رحمہ اللہ کے مقام و مرتبہ کو غیر مقلدین نے خراجِ تحسین پیش کیا ہے

دیکھئے، ہماری اِسی کتاب کا حاشیہ:۳۹

۲۷ؔ

علی زئی صاحب نے نسخہ محرفہ کہا مگر اس کے محرف ہونے کی وجہ نہیں بتائی۔ اگر اس میں درج کسی آیت کو درست کر دینے کو تحریف کہا ہے تو علی زئی صاحب کو اسے تحریف کہنے کا حق نہیں۔

اول: خود غیر مقلدین کا مشورہ بھی یہی تھا بلکہ انہوں نے تو آیت کو دیر سے درست کرنے پر بھی طعنہ دیا ہے، مثلاً:

عمر فاروق قدوسی صاحب غیر مقلد نے لکھا:

''تصحیح کرنا احناف کے نزدیک تو جرم ہو سکتا ہے۔ اسی لیے تو انہوں نے طویل عرصہ تک اس غلطی کو درست نہ کیا بلکہ اس غلطی پر مصر رہے جو شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن سے ہوئی تھی... مولانا موصوف سے سہواً ایسا ہو گیا لیکن ان کے نادان اخلاف نے اسے انا کا مسئلہ بنالیا۔'' [اہلِ حدیث پر کچھ مزید کرم فرمائیاں:۱۸۵]

کتابِ غیر میں علی زئی اضافے:

دوم: خود علی زئی صاحب دوسرے کی عبارتوں میں ردو بدل کر دیا کرتے ہیں جیسا کہ انہوں نے حکیم محمد صادق سیالکوٹی کی کتاب ''صلوۃ الرسول'' میں متعدد مقامات میں حذف و اضافہ کیا ہے۔ بطورِ نمونہ چند مقامات کی نشاندہی ملاحظہ فرمائیں۔

صلوۃ الرسول میں متعدد حدیثیں ذکر کر کے حوالہ دیا ''انتخاب از کتبِ صحاح'' حالانکہ ان کی درج کردہ حدیثوں میں سے تیرہ احادیث صحاح ستہ میں نہیں۔ [القول المقبول :۲۶۳]

اس لیے علی زئی کے حواشی سے چھپنے والی صلوۃ الرسول المعروف ''تسہیل الوصول الی تخریج وتعلیق صلوۃ الرسول:۱۰۸'' میں ''انتخاب از کتبِ صحاح و غیرھا'' لکھ دیا ہے۔ یعنی ''و غیرھا'' کا اضافہ خود ساختہ ہے۔

صلوۃ الرسول میں لکھا ہے:

''مسند امام اعظمؒ میں بھی اس دُعا کی زیادتی کو نوٹ کر کے بے اصل کہا ہے۔''

حالانکہ مسند امام اعظمؒ میں سرے سے یہ دُعا ہی نہیں۔ [القول المقبول:۴۷۴]

اس لیے تسہیل الوصول:۲۴۳ میں یہاں ترمیم کر دی گئی۔ ایک تو ''مسند امام اعظمؒ'' کی بجائے ''مسند امام ابو حنیفہ'' لکھ دیا اور ''کے حاشیہ'' کا اضافہ کرتے ہوئے یوں ''مسند امام ابوحنیفہ (کے حاشیہ) میں'' لکھ دیا۔

صلوۃ الرسول میں ہے:

''ایک اور روایت اسی مضمون کی احمد، ترمذی اور نسائی میں موجود ہے۔'' [صلوۃ الرسول:۱۴۶]
چونکہ نسائی کا حوالہ غلط دیا گیا ہے۔[القول المقبول:۲۷۰]
اس لیے ''تسہیل الوصول:۱۱۴'' میں نسائی کا حوالہ حذف کر دیا گیا ہے۔

صلوۃ الرسول میں ''مقتدیوں کے لیے متابعت امام کے احکام'' کے تحت ایک حدیث درج کر کے بخاری کا حوالہ دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ حدیث بخاری میں نہیں۔[القول المقبول:۵۵۵]
تسہیل الوصول:۲۷۹ میں بخاری کا حوالہ غائب کر دیا گیا ہے۔

صلوۃ الرسول میں ''پانچ یا تین وتر پڑھتے وقت صرف آخری رکعت میں بیٹھیں درمیان میں کوئی تشہد نہیں'' عنوان قائم کر کے بخاری کے حوالہ سے حدیث درج کی ہے۔ جب کہ یہاں بخاری کا حوالہ غلط دیا گیا ہے۔[القول المقبول:۵۷۷]
تسہیل الوصول:۲۹۲ میں بخاری کا حوالہ حذف کر دیا گیا ہے۔

صلوۃ الرسول میں ''گھر میں داخل ہونے کی دُعا'' ذکر کر کے نسائی کا حوالہ دیا ہے حالانکہ یہ حدیث نسائی میں موجود نہیں ہے۔[القول المقبول:۷۶۰]
تسہیل الوصول:۳۷۴ میں نسائی کا حوالہ حذف کر دیا گیا ہے۔

صلوۃ الرسول میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو ''امامِ اعظم'' لکھا ہوا ہے مگر تسہیل الوصول میں لفظِ ''اعظم'' حذف کر دیا۔ جب اعتراض ہوا تو علی زئی صاحب نے یوں جواب دیا:

''اگر ناشر نے بعض مقامات پر ''اعظم'' کا لفظ کاٹ دیا ہے تو اِس میں غصہ ہونے کی کیا بات ہے؟ یاد رہے کہ امام ابوحنیفہ بذاتِ خود ''غیر مقلد'' تھے ...اگر ایک ''غیر مقلد'' نے ایک ''غیر مقلد'' کے سلسلے میں عوامی غلط فہمی کی اصلاح کر دی تو اس معاملہ میں...دیوبندیوں کو دخل کی کیا ضرورت ہے؟''
[ضربِ حق: شمارہ:۴۱/۲۳]

کسی کتاب کی عبارت اگر غیر مقلد تبدیل کر دے علی زئی صاحب اسے ''اصلاح'' کا نام دے کر مخالف کو دخل کی اجازت نہیں دیتے اور اگر دیوبندی کتاب میں درج عبارت کی کوئی دیوبندی اصلاح کر دے تو اپنے لیے نہ صرف دخل اندازی کو جائز سمجھتے ہیں بلکہ تبدیلیِ عبارت کو ''تحریف'' کا نام بھی دیتے ہیں۔ تلك اذا قسمة ضيزى.
علی زئی عبارت کے پیشِ نظر اگر یوں کہہ دیا جائے:

ایک ''دیوبندی'' نے دوسرے ''دیوبندی'' کی ایک عبارت کی اصلاح کر دی تو اس معاملہ میں ...علی زئی صاحب کو دخل کی کیا ضرورت ہے؟ تو کیسا رہے گا؟

اگر کوئی غیر مقلد یہاں یوں جواب دے کہ علی زئی صاحب نے تسہیل الوصول سے براءت کا اعلان کیا ہوا ہے۔تو اسے کہا جائے گا اتنا تو آپ تسلیم کریں کہ علی زئی صاحب نے اپنے اُصول کے مطابق کسی دَور میں صلوۃ الرسول میں تحریف کی تھی۔

۴۲۸

اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مولانا مناظر حسن گیلانی مشہور دیوبندی عالم تھے جن کے حدود مطالعہ بہت وسیع تھے۔انہوں نے دیوبند کے ماہانہ رسالے''دار العلوم''میں ایک سلسلہ وار مضمون شروع کیا تھا جس کا عنوان تھا''احاطہ دار العلوم دیوبند میں بیتے ہوئے دن''یہ سلسلہ ۱۹۵۱ء میں شروع کیا گیا تھا جو ۱۹۵۴ء تک جاری رہا تھا۔''

[بزم ارجمنداں:۵۲]

محمد تنزیل صدیقی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مولانا گیلانی بلاشبہ وسیع العلم اور وسیع النظر اصحابِ علم سے تھے...نکتہ آفرینی اور بات سے بات نکالنے کا جو ذوق مبدء فیض نے انہیں دیا تھا اس میں معدودے چند ہی ان کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔''

[اصحاب علم وفضل:۵۳]

۴۲۹

مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کے علم وعمل کو غیر مقلدین نے خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔دیکھئے ہماری کتاب''غیر مقلدین کا علمائے دیوبند کو خراجِ تحسین''اس کی ۴۵ رقسطیں مجلہ''الفتحیہ احمد پور شرقیہ''میں شائع ہو چکی ہیں والحمد للہ۔

۴۳۰

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی گفتگو سُن کر بٹالوی صاحب نے جو تاثر پیش کیا ہے اس کا مفہوم میرے لفظوں میں اس طرح ہے:حیرت ہے کہ آپ اس قدر علم رکھنے کے باوجود تقلید کرتے ہیں!!!

میرے پاس سوانح قاسمی نہیں ورنہ وہ الفاظ بعینہ یہاں نقل کر دیئے جاتے۔(جاری۔۔)

امکانِ کذبِ باری تعالیٰ اور آلِ غیر مقلدیت
قسط:۵

زبیر علی زئی:

ان اُصول کو مدِ نظر رکھتے ہوئے عرض ہے کہ آلِ دیوبند اور اُن کے ہمنواؤں[۴۳۱] کا امکانِ کذبِ باری تعالیٰ والا عقیدہ:

۱:......نہ تو قرآن[۴۳۲] سے ثابت ہے۔
۲:......نہ حدیث[۴۳۳] سے ثابت ہے۔
۳:......اور نہ اجماعِ اُمت[۴۳۴] سے ثابت ہے۔
۴:......نہ تو یہ عقیدہ خیر القرون کے آثارِ سلف صالحین[۴۳۵] سے ثابت ہے اور نہ اجتہادِ ابی حنیفہ[۴۳۶] سے ثابت ہے۔

الجواب:

۴۳۱ کاش کہ علی زئی صاحب یہاں بتا دیتے کہ امکانِ کذب میں دیوبندیوں کے ہمنوا کون ہیں؟ ان کے اپنے غیر مقلدین ہیں یا کوئی اور؟

۴۳۲ یہ عقیدہ قرآن کریم کی کئی آیات سے ثابت ہے۔ مگر ہم یہاں صرف وہی آیات پیش کریں گے جن کی تفسیر خود غیر مقلدین نے اس طرح کی ہے جس سے "امکانِ کذب" کا اثبات ہوتا ہے۔

پہلی آیت:

قرآن میں ہے: ان اللہ علی کل شیء قدیر (سورہ بقرۃ: آیت ۲۰)

اس جیسی آیات میں اللہ تعالیٰ کی عمومِ قدرت کا بیان ہے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ دیگر بے شمار چیزوں پر قادر ہے اسی طرح اپنے کہے ہوئے کے خلاف کر سکنے پر بھی قدرت رکھتا ہے۔ علمائے دیوبند کا عقیدہ ان جیسی آیات سے ماخوذ ہے جن میں اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کا بیان ہے۔

حنیف ندوی صاحب غیر مقلد، علمائے دیوبند کا موقف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"دیوبند کے اکابر جو اِسی نشہ توحید سے متاثر تھے، جس نے مولانا [اسماعیل (ناقل)] شہید کو بے خود کر رکھا تھا، یہ موقف اختیار کیا کہ اللہ تعالیٰ کذب ایسے معائب پر قادر تو بے شک ہے مگر ان کا صدور کبھی

نہیں ہو سکتا۔ان کا استدلال ان آیات سے تھا جن میں ان اللہ علی کل شیء قدیر ایسی تصریحات آتی ہیں اور جن میں کہ اس کی قدرت کا علی الاطلاق ذکر ہے۔ان کا یہ کہنا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی قدرت کو اس درجہ حاوی اور ہمہ گیر نہ مانا جائے تو اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ قدرت ناقص ہے، کامل نہیں۔حالانکہ قرآن میں اس کی قدرت کو ہر ہر شیء تک وسعت پذیر قرار دیا گیا ہے۔"[الاعتصام لاہور ۱۷ نومبر ۱۹۶۱ء:۲]

"... علی کل شیء قدیر" سے امکانِ کذب کا اثبات غیر مقلدین کے بھی متعدد علماء نے کیا ہے۔

بخاری میں دعا منقول ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی۔اس کے آخر میں" وانت علی کل شیء قدیر" ہے۔

[بخاری: کتاب الدعوات ، باب قول النبی ﷺ اللهم اغفرلی ما قدمت و ما اخرت]

امام آلِ غیر مقلدیت وحید الزمان صاحب بخاری کی شرح میں '..علی کل شیء قدیر' کے تحت لکھتے ہیں:

"یہی استغناء الٰہی تو وہ چیز ہے جس سے بڑے بڑے پیغمبر اور مقرب بندے بھی تھر تھراتے اور رات دن بڑی عاجزی کے ساتھ اپنے قصور کا اعتراف اور اقرار کرتے رہتے ہیں اگر ذرا بھی انانیت کسی کے دل میں آگئی تو پھر کہیں ٹھکانا نہ رہا۔حضرت شیخ شرف الدین منیری رحمہ اللہ اپنی مکاتیب میں فرماتے ہیں وہ پاک پروردگار ایسا مستغنی اور بے پرواہ ہے اگر چاہے تو ہر روز حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح لاکھوں آدمیوں کو پیدا کر دے اور اگر چاہے تو دم بھر میں جتنے مقرب بندے ہیں ان سب کو راندۂ درگاہ بنا دے جل جلالہ۔"[تیسیر الباری شرح بخاری:۸/۲۶۷ طبع تاج کمپنی]

داؤد راز صاحب غیر مقلد اِس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

"دُعا کے آخر میں لفظ انك علی کل شیء قدیر فرمانا اس چیز کا اظہار ہے کہ اللہ پاک ہر چیز پر قادر ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے وہ کسی کا محتاج نہیں ہے یہی استغناءِ الٰہی تو وہ چیز ہے جس سے بڑے بڑے پیغمبر اور مقرب بندے بھی تھراتے ہیں اور رات دن بڑی عاجزی کے ساتھ اپنے قصوروں کا اعتراف کرتے رہتے ہیں اگر ذرا بھی انانیت کسی کے دل میں آئی تو پھر کہیں کا ٹھکانا نہ رہا۔حضرت شیخ شرف الدین یحیٰی منبری[منیری (ناقل)] رحمۃ اللہ علیہ اپنی مکاتیب میں فرماتے ہیں وہ پاک پروردگار ایسا مستغنی اور بے پرواہ ہے کہ اگر چاہے تو ہر روز حضرت ابراہیم اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح لاکھوں آدمیوں کو پیدا کر دے اور اگر چاہے تو دم بھر میں جتنے مقرب بندے ہیں ان سب کو راندۂ درگاہ بنا دے۔جل جلالہ۔یہاں مشیت کا ذکر ہو رہا ہے،مشیت اور چیز ہے اور قانون اور چیز ہے۔قوانینِ الٰہی کے بارے میں صاف ارشاد ہے ولن

تحد لسنة الله تبديلا ولن تحد لسنة الله تحويلا (فاطر)صدق الله تبارك وتعالیٰ۔"

[شرح بخاری اردو:۲۶۹/۷]

تنبیہ:علی زئی صاحب تو "امکانِ کذب" کو کفریہ عقیدہ قرار دیتے ہیں جب کہ ان کے متعدد غیر مقلدین تو "علی کل شیء قدیر" کے تحت اللہ کی قدرت کو اتنا وسیع مانتے ہیں کہ محال و ممتنع پر بھی اللہ کو قادر تسلیم کر لیا۔

چنانچہ وحید الزمان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"حاصل یہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف عجز کی نسبت کرنا بے ادبی ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ وہ ہر شے پر قادر ہے جیسے اس نے قرآن میں فرمایا۔ محال اگر کوئی شے ہے تو وہ اس پر بھی قادر ہے۔"

[لغات الحدیث ۳۹/۲:ق]

عبدالاحد خان پوری صاحب غیر مقلد نے ثناء اللہ امرتسری صاحب کے متعلق لکھا:

"آریہ نے قرآن پر اعتراض کیا کہ قرآن میں لکھا ہے ان اللہ علی کل شیء قدیر یعنی اللہ ہر چیز پر قادر ہے تو اللہ اپنی مثل بنانے پر بھی قادر ہے یا نہیں۔ سو اس اکفر الکافرین، اجہل الناس [ثناء اللہ امرتسری (ناقل)] نے کہا کہ ہاں قادر ہے اپنی مثل بنا سکتا ہے۔ دیکھو اس اکفر الکافرین، اجہل الناس کو اس خبیث کے پلید منہ سے کتنا کفر عظیم نکلا جس کا کوئی کافر بھی قائل نہیں ہو سکتا۔"

[الفیصلة الحجازیة:۲۱ مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد اول]

ثناء اللہ امرتسری مذکور، علی زئی صاحب کے شیخ الشیخ یعنی دادا استاد ہیں اور غیر مقلدین کے حلقہ میں "ہیرو اور شیخ الاسلام" کہلائے جاتے ہیں۔

دوسری آیت:

ان اراد ان یھلک المسیح ابن مریم وامه ومن فی الارض جمیعا (سورہ المائدۃ آیت:۱۷)

اگر اللہ تعالیٰ مریم کے بیٹے مسیح اور اس کی ماں اور زمین پر جتنے لوگ ہیں سب کو تباہ کرنا چاہے تو اس کے سامنے کسی کی کچھ چل سکتی ہے۔ (فوائد سلفیہ)

اس آیت میں کہا گیا ہے کہ اگر اللہ چاہے مسیح یعنی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، ان کی ماں سیدہ مریم علیہا السلام اور تمام زمین والوں کو ہلاک کر سکتا ہے مگر چونکہ وہ وعدہ فرما چکا ہے کہ نیکوں: انبیاء اور رسل (جن کا ایک فرد سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہیں) اور کامل مؤمنین کو امن و عافیت نصیب کرے گا اس لیے کبھی انہیں ہلاکت کے گھاٹ نہیں اتارے گا البتہ ایسا کر سکنے پر قادر ضرور ہے۔ اپنے کہے ہوئے کے خلاف کر سکنے پر اللہ تعالیٰ کو

قادر ماننا امکانِ کذب کہلاتا ہے۔

مذکورہ آیت کے تحت غیر مقلدین کے حواشی میں لکھا ہے:

''وہ[اللہ(ناقل)] مالکِ کل اور مختار ہے اور سب چیزوں پر اسے قدرت اور تفوّق حاصل ہے۔ وہ چاہے تو سب کو آن کی آن میں فنا کر سکتا ہے۔'' [فوائدِ سلفیہ:۱۳۳]

تیسری آیت:

ولئن شئنا لنذهبن بالذی او حینا الیك. (سورہ بنی اسرائیل آیت:۸۶)

اور اگر ہم چاہیں تو جو وحی آپ کی طرف ہم نے اتاری ہے سب سلب کر لیں۔(ترجمہ جونا گڑھی)

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

''نہ تو اللہ تعالیٰ نے آپ سے نبوت اور وحی چھینی ہے اور نہ یہ مقام چھینے گا۔ اور اس میں کسی مسلمان کو کوئی شک نہیں لیکن اس بالا مضمون میں یہ امر واضح کر دیا گیا ہے کہ اگر (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ یہ مقام آپ سے چھیننا چاہے تو وہ اس پر قادر ضرور ہے... یعنی فی نفسہ تو سلبِ وحی ممکن ہے، اور اللہ تعالیٰ کی قدرت اس کو شامل ہے مگر چونکہ وہ یہ وعدہ فرما چکا اور خبر دے چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا اور آخرت میں نبی ہیں، لہٰذا اس خبر کی وجہ سے یہ سلبِ وحی ممتنع ہو گئی ہے اور اسی کو کہتے ہیں ممکن بالذات اور ممتنع بالغیر۔'' [تنقید متین:۲۰۷]

صلاح الدین یوسف صاحب غیر مقلد اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''یعنی وحی کے ذریعے سے جو تھوڑا بہت علم دیا گیا ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے بھی سلب کر لے یعنی دل سے محو کر دے یا کتاب سے مٹا دے۔'' [تفسیری حواشی:۷۹۱]

چوتھی آیت:

ام یقولون افتری علی الله کذبا فان یشا الله یختم علی قلبك (سورہ شوری آیت:۲۴)

کیا کہتے ہیں کہ (پیغمبر نے) اللہ پر جھوٹ باندھا ہے، اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو آپ کے دل پر مہر لگا دے۔(ترجمہ جونا گڑھی)

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تیرے دل پر (معاذ اللہ) مہر لگا دے وحی اور نبوت بند بلکہ سلب کر لے... لیکن نہ تو اس نے ایسا کیا ہے اور نہ کرے گا، گو قدرت اس کو حاصل ہے اور وہ عاجز اور قاصر نہیں ہو گیا... الغرض اہل السنت والجماعت کے نزدیک قرآن کریم کی یہ آیتِ کریمہ اپنی حقیقت پر ہے

اور بلا کسی تاویل کے صحیح ہے، اشکال تو معتزلہ اور اہلِ بدعت پر ہوگا کہ اگر حضور علیہ السلام کے قلب مبارک پر (عیاذ اللہ) مہر لگانے پر قدرتِ خداوندی تسلیم کر لی جائے تو اس کے کلام میں امکانِ کذب لازم آئے گا۔"
[تنقیدِ متین:۲۰۹]

صلاح الدین یوسف صاحب غیر مقلد مذکورہ آیت کے تحت لکھتے ہیں:
"یعنی اس الزام میں اگر صداقت ہوتی تو ہم آپ کے دل پر مہر لگا دیتے، جس سے وہ قرآن ہی محو ہو جاتا جس کے گھڑنے کا انتساب آپ کی طرف کیا جاتا ہے۔" (تفسیری حواشی:۱۳۶۸)
مذکور آیت کی تشریح "فوائدِ سلفیہ" میں اس طرح کی گئی ہے:
"یعنی آپؐ کے قلب کو ماؤف کر دے اور اب تک اتارا ہوا سارا قرآن سلب کر لے۔"
[فوائدِ سلفیہ:۵۷۹]

ف ۴۳۳ اوپر (حاشیہ:۴۳۲ میں) غیر مقلدین کا اعتراف نقل ہو چکا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ از روئے حدیث "امکانِ کذب" کا عقیدہ درست ہے۔ اس لیے یہاں مزید حدیثیں ذکر کرنے کی ضرورت نہیں لیکن اتماماً للفائدۃ کچھ حدیثیں یہاں درج کر دیتے ہیں۔
بخاری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: واللہ ما ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی، خدا کی قسم میں اللہ کا پیغمبر ہوں اور اس پر یہ نہیں جانتا کہ میرا کیا حال ہونا ہے۔ [ترجمہ وحید الزمان]
داؤد راز صاحب غیر مقلد نے بخاری میں درج مذکورہ بالا حدیثِ نبوی کی تشریح کرتے ہوئے لکھا:
"اصل یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی بارگاہ عجب مستغنی بارگاہ ہے آدمی کیسے ہی درجہ پر پہنچ جائے مگر اس کے استغناء اور کبریائی سے بے ڈر نہیں ہو سکتا۔ وہ ایک ایسا شہنشاہ ہے جو چاہے وہ کر ڈالے، رتی برابر اس کو کسی کا اندیشہ نہیں، حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری اپنے مکاتیب میں فرماتے ہیں وہ ایسا مستغنی اور بے پرواہ ہے کہ اگر چاہے تو سب پیغمبروں اور نیک بندوں کو دم بھر میں دوزخی بنا دے اور سارے بدکار اور گنہگار کو بہشت میں لے جاوے کوئی دم نہیں مار سکتا۔" [شرح بخاری ۵۰۳/۵ مناقب الانصار، باب مقدم النبی واصحابہ المدینۃ ح:۳۹۲۹ شائع کردہ مرکزی جمعیت اہلِ حدیث ہند، نظرِ ثانی مولانا عبد السلام بستوی، مولانا ابو محمد عبد الجبار سلفی، سنِ اشاعت ۲۰۰۰ء]
امامِ آلِ غیر مقلدیت علامہ وحید الزمان اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
"عیسائی پادریوں نے یہاں ایک بڑا اعتراض کیا ہے جب مسلمانوں کے پیغمبر صاحب کو خود اپنی نجات کا یقین نہ تھا تو وہ دوسرے گناہ گاروں کی کیا سفارش کریں گے۔ اس کا کئی طرح کا جواب دیا جا سکتا ہے

...ہمارے پیغمبر صاحبؐ سے باوجودیکہ اللہ تعالیٰ نے سچے وعدے فرمائے تھے اور آپ کو قطعی یقین اپنی نجات کا تھا مگر شانِ بندگی اس کو مستلزم ہے پروردگار کے استغناء اور جلال کو ملحوظ رکھے اور کبھی اپنے قرب اور صلاحیت پر تکیہ نہ کرے جیسے حضرت خواجہ شرف الدین یحییٰ منیریؒ اپنے مکاتیب میں لکھتے ہیں کہ پروردگار جل شانہ کا استغناء ایسا ہے کہ اگر چاہے تو دم بھر میں تمام کافروں کو اور مشرکوں کو اپنا ولی بنالے اور تمام اولیاء اور انبیاء کو محروم کردے۔'' [تیسیر الباری شرح بخاری:۲/۲۳۸]

امام آلِ غیر مقلدیت وحید الزمان صاحب حدیثِ قدسی ''حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰی نَفْسِیْ ، میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کرلیا'' کی تشریح میں لکھتے ہیں:

''اب اس کے دو معنی ہیں۔ بعضوں نے کہا: یعنی میں ظلم سے پاک اور برتر ہوں، میرا کوئی فعل ظلم نہیں ہوسکتا۔ چونکہ ساری مخلوقات میری ملک ہے اور ظلم کہتے ہیں غیر کی ملک میں تصرف کرنے کو اور اس کی تائید میں ایک حدیث بھی وارد ہے۔ گو اس کی سند میں گفتگو ہے کہ اللہ تعالیٰ سارے آسمان اور زمین والوں کو عذاب کرے تو وہ ظالم نہ ہوگا اور اکثر علمائے اہلِ حدیث اور محققین کا یہ قول ہے کہ ظلم کہتے ہیں وضع الشیء فی غیر محلہ کو اور ظلم ممکن ہے اللہ تعالیٰ کو اس پر قدرت ہے، لیکن بہ نظر وعدۂ الٰہی ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ وما انا بظلام العبید'' اس کا وقوع ممتنع ہے اور یہی مذہب صحیح ہے۔'' [لغات الحدیث:۱/۶۰:ح]

پروفیسر عبداللہ بہاول پوری غیر مقلد نے اپنے خطبات میں درج ذیل حدیث بیان کی:

''اگر خدا تمام فرشتوں کو اور تمام انسانوں کو دوزخ میں ڈال دے تو اللہ سے کوئی پوچھنے والا نہیں اور کوئی اللہ کو ظالم نہیں کہہ سکتا۔'' [خطبات بہاول پوری:۴/۲۸۴]

۴۳۴

اوپر (حاشیہ:۴۳۲ میں) بخاری کی روایت کردہ دعائے نبوی کی تشریح میں غیر مقلدین کا اعتراف نقل ہوچکا ہے کہ قرآنی آیت ''ان اللہ علی کل شیء قدیر'' سے امکانِ کذب ثابت ہوتا ہے اور تمام اہلِ حق کا اس آیت میں بیان کردہ ''قدرتِ کاملہ'' پر ایمان ہے۔

۴۳۵

لیجیے! خیر القرون کا حوالہ پڑھیے:

پروفیسر عبداللہ بہاول پوری صاحب غیر مقلد کہتے ہیں:

''وہ تابعیؒ تھے۔ صحابیؓ سے جا کر کہنے لگے کہ مجھے کوئی ایسی حدیث سناؤ کہ جس سے مرا ایمان ٹھیک ہوجائے۔ انہوں نے کہا کہ میں تجھے حدیث سناؤں جو میں نے خود اپنے کانوں سے سُنی ہے۔ کہنے لگے...

اگر اللہ سارے آسمان والے فرشتوں اور ساری زمین کے انسانوں کو دوزخ میں ڈال دے تو خدا ظالم نہیں...
اگر خدا تمام فرشتوں کو اور تمام انسانوں کو دوزخ میں ڈال دے تو اللہ سے کوئی پوچھنے والا نہیں اور کوئی اللہ کو ظالم نہیں کہہ سکتا۔ اب وہ بڑا حیران ہوا۔ ایک اور سے جا کر پوچھا۔ اس نے بھی یہی کہا۔ دوسرے سے پوچھا، تیسرے سے پوچھا...." [خطبات بہاول پوری:۲۸۴/۴]

مذکورہ بالا تابعی اور صحابی کا بیان کردہ مضمون "امکانِ کذب" نہیں تو اور کیا ہے؟ تابعی اور صحابی خیر القرون کے ہی اسلاف ہیں۔

۴۳۶

عقیدہ نصوص سے ثابت ہوتا ہے نہ کہ اجتہاد سے۔ اس لیے یہاں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اجتہاد کا مطالبہ درست نہیں۔

علی زئی صاحب مخالف سے قرآن وحدیث، خیر القرون، اجماعِ امت اور اجتہادِ مجتہد کا حوالہ مانگ رہے ہیں لیکن خود جناب نے "امکانِ کذب" کو گستاخانہ اور کفریہ عقیدہ قرار دیتے ہوئے قرآن، حدیث، خیر القرون، اجماعِ امت اور اجتہادِ مجتہد کو پیش نہیں کیا۔ صرف اتنا کہا:

"اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچا کوئی نہیں ہے اور وہ تمام بُری صفات سے پاک ہے۔"

(حاشیہ شرح حدیثِ جبریل:۱۲۸)

مگر یہ تو وہ وقوعِ کذب کے محال ہونے کی دلیل ہے، اس سے امکان کذب کی تردید نہیں ہوتی جیسا کہ علی زئی صاحب کے استاد محمد گوندلوی صاحب غیر مقلد نے اعتراف کیا ہے۔ [الاصلاح:۲۱۱]

امکانِ کذب اور علمائے امت:

۱)......شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"لو ادخل واحدا من الانبیاء و الصالحین النار کان عادلا ....یحب علینا ان نقول صدق الامر و لایقولون لم و کیف هذا یحوز ان یکون ولو کان عن عدل و حق وهو شیء لایکون و لا یفعل شیأمن ذلك۔[الفتح الربانی:۵۸۴، مجلس نمبر:۶۱]

مفہوم: اگر اللہ انبیاء وصالحین میں سے کسی کو جہنم میں داخل کردے تو وہ عادل ہوگا...ہم پر واجب ہے کہ کہیں کہ معاملہ سچا ہے اور چوں چراں نہ کریں۔ اس طرح ہوجانا جائز ہے اور یہ ہونا اگرچہ عدل وحق ہوگا لیکن یہ ایسی چیز ہے جو ہوگی نہیں اور اس میں سے اللہ کچھ نہیں کرے گا۔

"الفتح الربانی" میرے پاس نہیں، یہ حوالہ مجھے حضرت مولانا ابوایوب قادری حفظہ

اللہ (جھنگ) نے لکھوایا ہے جزاھم اللہ.

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کو غیر مقلدین "اہلِ حدیث اور غیر مقلد" کہا کرتے ہیں اور علی زئی صاحب نے ان کے بارے میں لکھا:

"شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا علمائے حدیث وائمہ اسلام کے نزدیک بہت بڑا مقام ہے۔"

[توضیح الاحکام:۴۲۱/۲]

پھر انہوں نے محدثین سے ان کا "شیخ الاسلام" ہونا وغیرہ نقل کر کے لکھا:

"علمائے حدیث کی ان گواہیوں اور دیگر اقوال سے معلوم ہوا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ ثقہ و صدوق اور نیک آدمی تھے۔" [توضیح الاحکام:۴۲۲/۲]

۲)......شارح مسلم امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"اہل السنت والجماعت کا یہ مذہب ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں، اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بلند ہے، بلکہ تمام جہان اس کی ملک ہے اور دنیا وآخرت میں اس کی بادشاہی ہے، ان میں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، سو اگر وہ تمام اطاعت شعاروں اور نیکوں کو سزا دینا چاہے اور سب کو (معاذ اللہ) دوزخ میں ڈال دے تو اس کا عدل ہوگا اور اگر ان کو عزت ونعمت عطا فرما کر جنت میں داخل کر دے تو یہ اس کا فضل ہوگا، اور اگر وہ کافروں کو...انعام عطا فرما کر جنت میں داخل کر دے تو اس پر بھی اس کو قدرت ہے لیکن اس نے خبر دی ہے اور اس کی خبر بالکل سچی ہے کہ وہ ایسے کرے گا ہر گز نہیں بلکہ اپنی رحمت سے مؤمنین کی مغفرت فرما کر انہیں جنت میں داخل کرے گا اور عدل وانصاف کے قاعدہ کے مطابق کافروں کو سزا دے گا اور انہیں ہمیشہ دوزخ میں رکھے گا، یہ اہل السنت کا مذہب ہے۔ رہے معتزلہ تو وہ احکام کو اپنی عقل سے ثابت کرتے ہیں اور اعمال پر ثواب دینے کو واجب قرار دیتے ہیں اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ بندوں کے لیے جو چیز مفید تر اور اصلح ہے وہ اللہ تعالیٰ پر واجب ہے اور اس کے خلاف کو وہ ممنوع ٹھہراتے ہیں، اور اس کے علاوہ بھی وہ بڑے طویل خبط کا شکار ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے باطل نظریات اور خلافِ نصوص اختراعات سے بلند وبالا ہے۔"

[شرح مسلم:۳۷۶/۲]

امام نووی رحمہ اللہ کا شمار محدثین میں ہے اور علی زئی صاحب نے لکھا:

"ایک محدث بھی مقلد نہیں تھا۔" [اوکاڑوی کا تعاقب:۵۲]

۳)......امام رازیؒ فرماتے ہیں:

ترجمہ: "نہ تو طاعت پر ثواب واجب ہے اور نہ معصیت پر عقاب ضروری ہے، بلکہ یہ محض اللہ تعالیٰ

کاتفضل اوراحسان ہے۔" [تفسیر کبیر ۲۵/۴]

امام رازی رحمہ اللہ کوئی غیر مقلدین نے "غیر مقلد" کہا ہے۔علی زئی صاحب کے استاد بدیع الدین راشدی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"چوتھی صدی کے بعد بھی کئی ایسے لوگ گزرے ہیں جو کسی کے مقلد نہیں تھے مثلاً...فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ کو دیکھو کس طرح تفسیر میں تقلید کی مذمت کرتے ہیں۔" [تنقیدِ سدید:۳۰۲]

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"امام رازی نے تو خوب تقلید کو رد کیا ہے۔" [تنقیدِ سدید:۳۳۹]

۴)......حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ اپنے فاروقی جلال میں آ کر نیک لوگوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

ترجمہ "اگر وہ سب کو (معاذ اللہ) دوزخ میں بھیج دے اوران کو ہمیشہ کا عذاب دے تب بھی اس پر اعتراض کی کوئی مجال نہیں ہے۔" [مکتوبات حصہ چہارم دفتر اول:۱۲۰]

۵)......شیخ محدث عبدالحق دہلویؒ اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ترجمہ "ہاں اس میں اختلاف ہے کہ آیا یہ عقلاً جائز ہے یا نہیں؟ معتزلہ اس کے قائل ہیں کہ یہ جائز نہیں ہے، کیونکہ اگر یہ جائز ہو تو یہ دُور کرنے اور نفرت دلانے کا سبب ہوگا (یعنی عمومِ قدرت کے جواز سے لوگ یہ تاثر لیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام اور وعدہ کا معاذ اللہ کوئی اعتبار نہیں اور یہ حق سے دُور ہونے اور تنفر کا ذریعہ ہے) اور ہمارے گروہ کے نزدیک جو اہل سنت والجماعت سے تعلق رکھتے ہیں یہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو گمراہی کے گڑھے سے نکال کر اور اسے ہدایت دے کر نبوت کے مرتبہ تک پہنچا دے مگر سمعی دلیل سے یہ ثابت ہے کہ عقلاً یہ جائز ہوتے ہوئے بھی کبھی وقوع میں نہیں آیا۔" [مدارج النبوۃ]

حضرت مجدد الف ثانی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہما اللہ کے ساتھ غیر مقلدین بہت زیادہ عقیدت کا دعویٰ کرتے ہیں۔عبدالرشید عراقی غیر مقلد نے تو ان دونوں بزرگوں کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے ایک مستقل کتاب "دو روشن ستارے" لکھ دی ہے۔

علی زئی صاحب کے ہم نوا جب امکانِ کذب کے عقیدہ کو "کفریہ" کہتے ہیں تو وہ ان بزرگوں کے بارے میں کیا فتویٰ صادر کریں گے؟

تنبیہ: شرح مسلم، تفسیر کبیر، مکتوبات اور مدارج النبوۃ کے حوالے بندہ نے امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی کتاب "تنقیدِ متین" سے نقل کیے ہیں۔ (جاری۔۔)

امکانِ کذب باری تعالیٰ اور آلِ غیر مقلدیت

قسط:۶ (آخری)

زبیر علی زئی:

اپنے آپ کو "مفتی"،[۴۳۷] کہلوانے کی کوشش کرنے والے رب نواز دیوبندی نے امکانِ کذب باری تعالیٰ کے دیوبندی عقیدے کی تائید میں حافظ عبداللہ روپڑی صاحب[۴۳۸] رحمہ اللہ کا توحید الرحمٰن نامی کتاب سے حوالہ پیش کیا[۴۳۹] ہے، جس سے استدلال چار وجہ سے غلط ہے:

۱: یہ کتاب (توحید الرحمٰن) حافظ عبداللہ روپڑی کی وفات (۱۹۶۴ء) کے بہت بعد سن ۲۰۱۱ء میں[۴۴۰] پہلی دفعہ چھپی اور روپڑی صاحب کو اس تصویب (تصحیح) وتسوید[۴۴۱] کا موقع نہ مل سکا۔
[دیکھئے توحید الرحمٰن:۱]

لہٰذا روپڑی صاحب اس کتاب کے ذمہ دار نہیں۔[۴۴۲]

۲: یہ عبارت شاذ ہے۔[۴۴۳]

۳: یہ عبارت غیر مفتیٰ بہا ہے۔[۴۴۴]

۴: یہ عقیدہ (امکانِ کذب باری تعالیٰ) توہین[۴۴۵] ہے، لہٰذا قرآن وحدیث کے خلاف ہونے کی بنا پر مردود[۴۴۶] ہے۔ عقیدے کے اہم مسئلہ میں رب نواز دیوبندی جیسے غالی[۴۴۷] مقلد بھی اپنے مزعوم امام کی تقلید کا دعویٰ نہیں کرتے[۴۴۸] لہٰذا عقیدے کے مسئلے میں اہلِ حدیث کے خلاف چودھویں[۴۴۹] صدی کے ایک عالم کا مشکوک[۴۵۰] قول کس طرح پیش کیا جا سکتا ہے؟

الجواب:

۴۳۷

علی زئی نے "اپنے آپ کو مفتی کہلوانے کی کوشش کرنے والے" تو کہہ دیا مگر اس کا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا۔ بتایا جائے بندہ نے کہاں مفتی کہلوانے کی کوشش کی؟ ہاں علی زئی صاحب "حافظ" کہلوانے کی کوشش یقیناً کرتے رہے ہیں جس کا ثبوت یہ ہے کہ انہوں نے متعدد مقامات پر اپنے ہاتھ سے "حافظ زبیر علی زئی" لکھا۔ دیکھئے! "تعداد قیام رمضان کا تحقیقی جائزہ:۱۱۱" وغیرہ۔

یہاں یہ وضاحت مطلوب ہے کہ علی زئی صاحب نے جو اپنے آپ کو "حافظ" باور کرایا، اس سے

مراد محدثین کی اصطلاح والا حافظ ہے، قرآن کا حافظ یا کوئی اور؟

غیر مقلدین کے خطیب احسان الٰہی ظہیر صاحب ”علامہ“ کہلوانے کی کوشش کیا کرتے تھے بلکہ وہ بچوں کو ٹکے دے کر ”علامہ“ کہلواتے تھے۔ عبدالرحمٰن مدنی غیر مقلد نے ظہیر صاحب کی کتابوں کے متعلق لکھا:

”کتاب کے اوپر احسان الٰہی ظہیر کے تعارف کے لیے بہترین الفاظ ”رئیس مجلّہ ترجمان الحدیث لاہور (پاکستان)“ طبع کیے جاتے ہیں اور کون اس سے واقف نہیں کہ مجلّہ ترجمان الحدیث سالہا سال تک نہ صرف اپنے رئیس التحریر کی کاوش سے خالی رہتا ہے بلکہ مہینوں یہ بیچارہ ان رئیس التحریر صاحب کی زیارت کے شرف سے بھی محروم ہی رہتا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کی حالت کا نقشہ قرآن مجید نے یوں کھینچا ہے: ”لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَا اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا وَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ!

اے میرے نبی جو لوگ اپنے کیے پر اتراتے ہیں اور یہ پسند کرتے ہیں کہ ان کی اسی کام پر تعریف کی جائے جسے انہوں نے نہ کیا ہو، تو آپ انہیں ہرگز عذابِ الٰہی سے کامیاب گمان نہ کیجئے!“

پھر مسجد چینیانوالی اور احسان الٰہی ظہیر کے سابق اہلِ محلّہ ان دنوں کو نہیں بھولے جب یہ شخص چھوٹے بچوں کو چند ٹکے بلکہ بسا اوقات روپے دے کر یہ سکھلایا کرتا تھا کہ مجھے ”علامہ“ کہا کرو۔ اور اب بھی اس شخص نے کسی کی اپنی ذات سے دوستی اور دشمنی کا یہی معیار قرار دے رکھا ہے کہ کون اس کے نام سے پہلے ”علامہ“ لگاتا ہے اور کون نہیں لگاتا۔“ [ہفت روزہ اہلِ حدیث لاہور: ۵/ ذیقعدہ ۱۴۰۴ھ صفحہ: ۶]

اس عبارت کا عکس ”رسائل اہلِ حدیث جلد اول“ کے آخر میں دیکھا جا سکتا ہے۔

غور کیجئے! آلِ غیر مقلدیت کے مایہ ناز بزرگ احسان الٰہی ظہیر صاحب کو ”علامہ“ کہلوانے کا کس قدر شوق تھا کہ وہ اس کی خاطر پیسوں کی قربانی دیا کرتے تھے، بلکہ اخلاق کی بھی قربانی سے دریغ نہیں کیا کہ علامہ کہلوانے پر ہی دوستی و دشمنی کا معیار قائم کر لیا کہ انہیں ”علامہ“ کہنے والا دوست ہے اور نہ کہنے والا دشمن!

۴۳۸

غیر مقلدین کے حلقہ میں عبداللہ روپڑی صاحب کو ”مجتہد العصر“ کہا جاتا ہے جیسا کہ ”فتاوی اہل حدیث“ کے سرِ ورق پر لکھا ہوا ہے۔

۴۳۹

وہ حوالہ درج ذیل ہے۔ عبداللہ روپڑی صاحب کسی بریلوی لکھاری کی عبارت ”بعض بدعقیدہ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ جھوٹ بولنے پر قادر ہے“ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”تبصرہ: صاحبِ رسالہ کو لکھنا نہیں آتا مقابلہ کا لحاظ کرتے ہوئے یوں لکھنا چاہیے تھا کہ: اللہ تعالیٰ کی ذات جھوٹ بولنے پر قادر نہیں، کیونکہ نقائص و عیوب سے پاک تو سب ہی مانتے ہیں اگر کہا جائے کہ ”وہ

جھوٹ بولنے پر قادر نہیں'' یہ نقص اور عیب ہے اس بناء پر مقابلہ صحیح ہو گیا تو اس کے جواب میں دوسرا فریق کہہ سکتا ہے کہ ''جھوٹ پر قدرت نہ رکھنا یہ نقص و عیب ہے۔'' اس لیے خدا کی ذات کو اس سے پاک ماننا چاہیے۔ اس صورت میں مقابلہ ایک اور چیز میں ہو گیا۔ یعنی جھوٹ پر قدرت رکھنا یا قدرت نہ رکھنا ان دونوں میں سے کون سا ''عیب'' اور کون سا ''کمال'' ہے۔ پس صاحبِ رسالہ کو اس کا فیصلہ کرنا چاہیے تھا۔ تاکہ پڑھنے والا کسی نتیجہ پر پہنچتا ویسے لکھنے سے کیا فائدہ؟ اب ہم اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہیں۔

بریلویہ و دیوبندیہ اور مسئلہ امکانِ کذب:

بریلویہ و دیوبندیہ میں ''امکانِ کذب'' کے بارے میں بحث چلی تھی یعنی خدا جھوٹ بولنے پر قدرت رکھتا ہے یا نہیں؟ فریقین کی طرف سے اس پر بہت کچھ لکھا تھا، جس کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ مختصر یہ ہے کہ بریلویہ نے یہ کہا کہ ''جھوٹ عیب ہے'' اور عیب پر قدرت ہو تو اس کے یہ معنیٰ ہوں گے کہ اللہ کی ذات میں عیب ہو سکتا ہے حالانکہ اللہ کی ذات میں عیب ہونا محال ہے۔ دیوبندیہ نے اس کے مقابلہ میں کئی پہلو اختیار کیے، ایک یہ کہ جب ایک شیء پر ایک مقام میں ایک نتیجہ مرتب ہو اور دوسرے مقام میں دوسرا تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کی ذات کو کوئی بھی لازم نہیں کیونکہ جو شیء ذات کو لازم ہوتی ہے وہ جہاں ذات ہو گی وہاں وہ ہو گی مثلاً ایک ملک کے لوگ ''سیاہ'' ہیں ایک ملک کے ''سفید'' ہیں اس سے معلوم ہوا کہ ''سیاہی'' ''سفیدی'' انسانیت کی ذات کو لازم نہیں ورنہ سارے سیاہ ہوتے یا سارے سفید ہوتے جب یہ بات سمجھ آ گئی تو اب جھوٹ کو دیکھئے کہ یہ ''فی نفسہ'' عیب ہے یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ فی نفسہ عیب نہیں کیوں کہ اگر ''فی نفسہ'' عیب ہوتا تو شرع اس کو کسی موقع پر مستحسن نہ سمجھتی حالانکہ ابراہیم علیہ السلام کے تین جھوٹ مشہور ہیں اور دو شخصوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے جھوٹ بولنا جائز ہے۔ ایسے ہی کئی موقع میں جہاں جھوٹ کی اجازت ہے بلکہ کئی دفعہ واجب ہو جاتا ہے۔ جیسے کافر ظالم سے مسلمان بھائی کی جان بچانے کے لیے جھوٹ بولنا جائز ہے۔ پس معلوم ہوا کہ عیب ہونا جھوٹ کی ذات کو لازم نہیں تو اس پر قدرت ہونے سے خدا کی ذات میں کوئی نقص بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔

دوسرا پہلو دیوبندیہ نے یہ اختیار کیا کہ یہاں یہ دو چیزیں ہیں ایک اللہ تعالیٰ کی صفاتِ ذاتیہ جیسے اللہ کا ''حی قیوم''، ''سمیع بصیر'' ہونا عالم الغیب ہونا وغیرہ اور ایک اللہ تعالیٰ کے افعال جیسے پیدا کرنا، رزق دینا، مارنا، زندہ کرنا وغیرہ وغیرہ۔ اور افعال ارادہ کے تحت ہوتے ہیں اور جو چیز ''ارادہ'' سے ہو اس پر قدرت ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام کرنا بھی اسی قسم سے ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کلام پر قادر ہوا۔

کلام کی اقسام: کلام کی دو قسمیں ہیں سچی اور جھوٹی۔ جو اصل پر قادر ہوتا ہے وہ اس کے افراد پر بھی قادر ہوتا ہے۔ بلکہ اصل پر قادر ہونے کے معنیٰ ہی افراد پر قادر ہونا ہے، کیونکہ شے کو وجود انہی افراد سے ہوتا

ہے، جیسے صرف انسان خارج میں کوئی شی ءنہیں بلکہ زید، عمرو، بکر کا وجود ہی انسانی وجود ہے۔ پس جھوٹ پر قدرت سے کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔

تیسرا پہلو یہ ہے کہ جھوٹ "عیب" ہو تو اس سے بچنا کمال ہوگا اور کمال اسی صورت میں ہوگا کہ اس پر قدرت ہو۔ اگر قدرت نہ ہو تو اس سے بچنے کے کچھ معنی نہیں مثلاً کوزے میں پانی نہ ہو تو اس سے بچنے کے کیا معنی۔ "اہل سنت" اس پر متفق ہیں کہ خیر اور شر کا خالق خدا ہے، اور اس میں شبہ نہیں کہ "شر" عیب ہے۔ لیکن اللہ کا اس کو پیدا کرنا "عیب" نہیں تو اس سے لازم آتا ہے کہ جھوٹی کلام کرنا بھی اللہ کے لیے عیب نہ ہو۔ چہ جائیکہ اس پر قدرت عیب ہو۔ غرض اس قسم کی وجوہ بہت ہیں جو دیوبندیہ کے نظریہ کو ترجیح دیتے ہیں۔"

[توحید الرحمٰن: ۱۳۶تا۱۳۸]

روپڑی صاحب کا یہ حوالہ علی زئی صاحب کے لیے کافی مشکل کا باعث بنا کیونکہ علی زئی صاحب کے نزدیک امکانِ کذب کفریہ عقیدہ ہے جب کہ روپڑی صاحب اس عقیدے کو ازروئے دلائل راجح مانتے ہیں۔ اس جگہ سند کی بھی بحث نہ تھی کہ علی زئی کسی راوی پر ہاتھ رکھ دیتے اور یہاں چونکہ روپڑی صاحب نے دیوبندیوں کا نام لے کر ان کے عقیدے "امکانِ کذب" کو درست قرار دیا لہٰذا یہ تاویل بھی نہ چل سکتی تھی کہ روپڑی صاحب کا عقیدہ "امکانِ کذب" اور ہے اور دیوبندیوں کا عقیدہ اس سے الگ نوعیت کا ہے جیسا کہ وحدۃ الوجود کے مسئلہ میں تاویل ہانک دی ہے۔ لیکن اپنے فتویٰ تکفیر سے روپڑی صاحب کو بچانا بھی ضروری تھا تو لگے تاویلیں کرنے مگر اُن تاویلوں میں کوئی جان نہیں۔ دیکھئے آنے والے حواشی۔

ح۴۰

علی زئی صاحب کہہ رہے ہیں: "سن ۲۰۱۱ء میں پہلی دفعہ چھپی۔"

میرے پاس محدث روپڑی اکیڈمی لاہور کی شائع شدہ "توحید الرحمٰن" ہے اس کے سب ٹائٹل پر "سن اشاعت............۲۰۰۱ء " لکھا ہوا ہے۔

ح۴۱

علی زئی صاحب جس جگہ کا حوالہ دے رہے ہیں: وہ غیر مقلدین کے "حافظ" عبدالوہاب روپڑی کی درج ذیل عبارت ہے:

"داعی اجل نے ان کو مہلت نہ دی کہ وہ اس کی تبویب وتصویب جدید کرسکیں۔ اب ہم نے بفضل حق تعالیٰ اس کتاب کی تبویب وترتیب کرلی ہے تاکہ عوام الناس ان علمی جواہر پاروں سے استفادہ کرسکیں اور شرکیہ ظلمات سے باہر آجائیں اور نجات اُخروی حاصل کرسکیں۔"

[توحید الرحمٰن: ۱، طبع محدث روپڑی اکیڈمی، جامعہ چوک دالگراں لاہور]

علی زئی صاحب نے لفظ "تسوید" لکھا جب کہ یہاں تسوید کا لفظ نہیں ہے۔ نیز علی زئی صاحب نے کہا کہ روپڑی صاحب کو "تصویب" کا موقع نہیں مل سکا۔ جب کہ محولہ کتاب میں "تصویب جدید" کے الفاظ ہیں۔ یعنی نئی تصویب کا موقع نہیں ملا، نہ یہ کہ بالکل ہی تصویب نہیں کر پائے۔

نیز عبد الوہاب روپڑی صاحب نے تو تبویب و ترتیب کے ساتھ اس کتاب کو شائع کیا ہے بلکہ سرورق پر "تخریج" بھی انہی کی طرف منسوب ہے۔ ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

۴۴۲

علی زئی صاحب کہتے ہیں:

"روپڑی صاحب کو اس تصویب (تصحیح) و تسوید کا موقع نہ مل سکا۔ لہٰذا روپڑی صاحب اس کتاب کے ذمہ دار نہیں۔"

اولاً: عرض ہے یہ اصول کس نے بنایا ہے کہ جب تک مصنف کتاب پر تصویب جدید نہ کرلے وہ اس کا ذمہ دار نہیں ہوتا؟

ثانیاً: علی زئی صاحب نے اپنی تحریروں میں جن جن کتابوں کی عبارات کو اپنے حق یا مخالف کی تردید میں پیش کیا ہے، مصنفین سے اُن سب کتابوں کی تصویبِ جدید کا ثبوت پیش کرنے کی کوئی غیر مقلد ذمہ داری لیتا ہے؟

ثالثاً: یہاں علی زئی صاحب نے مصنف کی طرف سے تصویب کے ضروری ہونے کا اُصول گھڑا، جب کہ دوسرے کئی مقامات پر خود ہی اس اصول کو پسِ پشت ڈالا ہے۔ مثلاً انہوں نے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ کی طرف منسوب "تقریر ترمذی" کا حوالہ پیش کیا۔ [علمی مقالات: ۳۶۰/۵، دین میں تقلید کا مسئلہ: ۲۴]

کیا حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ سے مذکورہ کتاب کی تصویب ثابت ہے؟

۴۴۳

عبارت کو شاذ تو کہہ دیا ہے مگر شاذ ہونے کی دلیل کیا ہے؟

اگر شاذ مان بھی لیا جائے تو کیا اُن پر فتویٰ نہیں لگ سکتا؟ آپ کے نزدیک "امکانِ کذب" کفریہ عقیدہ ہے تو شاذ کہہ دینا انہیں فتویٰ تکفیر سے کیسے بچا سکتا ہے؟

کسی صاحب نے کہا:

"یہ شاذ قول ہے اور اس کو نہ تحقیقی طور پر پیش کر سکتے ہیں کہ ابنِ ہمام نہ خدا ہے اور نہ رسول، نہ الزامی طور پر کہ یہ مفتیٰ بہ نہیں ہے۔"

علی زئی صاحب نے اس کے جواب میں لکھا:

''ہمیں یہ تسلیم ہے کہ ابنِ ہمام نہ اللہ ہے اور نہ رسول، لیکن...اس کا قول...بطورِ الزام پیش کیا جاتا ہے کہ دیکھو جس بات کا تم انکار کرتے ہو، اسے تمہارے فلاں وفلاں مولوی نے بھی تسلیم کر رکھا ہے۔''

[علمی مقالات:۱۰۹/۶]

شاذ قول کا اگر جواب اسی طرح آپ کو دیا جائے کہ:

''دیکھو! جس امکان کذب کو تم کفریہ عقیدہ کہتے ہو اسے تمہارے فلاں وفلاں مولوی نے بھی تسلیم کر رکھا ہے۔'' تو کیسا رہے گا؟

۴۴۴

علی زئی صاحب نے عام غیر مقلدین والا رٹا رٹایا جواب نہیں دیا کہ ہمارا مذہب مولویوں کے فتوے نہیں، بلکہ یوں گلو خلاصی چاہی کہ: ''یہ عبارت غیر مفتیٰ بہا ہے۔''

جس فقہی مسئلہ پر فتویٰ دیا جاتا ہے اسے ''مفتیٰ بہا'' اور جن مسائل پر فتویٰ نہیں ہوتا انہیں ''غیر مفتیٰ بہا'' کہا جاتا ہے۔ ان فقہی مسائل کو ماننے کی وجہ سے احناف وغیرہ کو غیر مقلدین اقوال الرجال کا پیرو قرار دیتے ہیں۔ علی زئی کے الفاظ ''غیر مفتیٰ بہا'' سے تاثر مل رہا ہے کہ ان کے ہاں بھی اقوال الرجال کی پیروی کی جاتی ہے البتہ ان میں سے بعض غیر مفتیٰ بہا اقوال بھی ہوتے ہیں جن پر عمل نہیں کیا جاتا۔ جب کہ ان کا عام دعویٰ یہی ہے کہ اہلِ حدیث اقوال الرجال کی بجائے قرآن وحدیث ہی کی پیروی کیا کرتے ہیں۔ جب آپ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ اہلِ حدیث کا مذہب اقوال الرجال نہیں، صرف قرآن وحدیث ہی مذہب ہے تو آپ کے ہاں مفتیٰ بہا اور غیر مفتیٰ بہا کی تقسیم کیوں ہے؟ کہیں احناف کی نقل اتارتے ہوئے تو ''غیر مفتیٰ بہا'' نہیں کہہ دیا؟ لیکن نقل اُتارنے سے پہلے سوچ لیا جاتا کہ آپ کے مذہب میں یہ نقل چل سکتی ہے؟

علی زئی صاحب! آپ کے نزدیک ''امکانِ کذب'' کفریہ عقیدہ ہے تو کیا آپ کی طرف سے ''غیر مفتیٰ بہا'' کا لیبل روپڑی صاحب کو ''فتویٰ تکفیر'' سے بچا لے گا؟ ''غیر مفتیٰ بہا'' کہہ دینے سے وہ اسلامی عقیدہ تو نہیں بن سکتا۔

۴۴۵

امکانِ کذب توہین کیسے ہے، کوئی وضاحت اور دلیل؟ نیز اگر یہ توہین ہے تو عبد اللہ روپڑی صاحب سمیت جو آلِ غیر مقلدیت ''امکانِ کذب'' کے قائل ہیں انہیں توہینِ الٰہی کا مرتکب مان لو۔

۴۴۶

پہلے توہین تو ثابت کرو، پھر کہنا کہ یہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ اگر اسے قرآن وحدیث کے

خلاف قرار دیتے ہو تو ''امکان کذب'' کے قائل نام نہاد اہل حدیثوں کو قرآن و حدیث کے خلاف ماننا پڑے گا۔

٤٤٧

علی زئی صاحب کے ہاں لفظِ ''غالی'' گالی ہے۔ چنانچہ وہ ایک جگہ لکھتے ہیں:

''سر فراز خان نے اہلِ حدیث کو غالی کہہ کر گالی دی ہے۔'' [الحدیث:۵۰/۲۴]

مگر یہاں خود ہی دوسرے کو ''غالی'' کہہ رہے ہیں۔

٤٤٨

لیکن اہلِ حدیث ہونے کے دعوے دار تو عقائد میں تقلید کیا کرتے ہیں۔

عبدالعزیز سیکرٹری اہلِ حدیث ہند لکھتے ہیں:

''وہی [اہلِ حدیث (ناقل)] لوگ صحابہ کرام اور ائمہ حدیث کا مسلک چھوڑ کر چھاڑ کر کہیں متکلمین کی خوشہ چینی کرتے ہیں، کہیں معتزلہ جہمیہ کی تقلید کرتے ہیں'' [فتنہ ثنائیہ:۲۴ مشمولہ رسائل اہلِ حدیث]

فاسد العقیدہ لوگوں کی تقلید کے مزید حوالہ جات کے لیے الاربعین وغیرہ کتابیں دیکھی جا سکتی ہیں۔

عبدالجلیل سامرودی صاحب لکھتے ہیں:

''اہلِ حدیث بھی دو قسم کے ہیں ایک خالص اہلِ حدیث اصولاً و فروعاً اور ایک فروعاً اہل حدیث اصولاً غیر اہلِ حدیث یعنی ماتریدی یا اشعری'' [فتاویٰ ستاریہ:۳/۲۴]

سامرودی صاحب مزید لکھتے ہیں:

''مدارس اہلِ حدیث میں خالص اہل حدیث کے عقائد کی کوئی چھوٹی بڑی کتاب درس میں رکھی ہی نہیں گئی تھی اور نہ ہی اب ہے۔ وہی درسِ نظامی اور عقائد نسفی وغیرہ اور ظاہر ہے جیسا تخم ریزی کیا جائے گا اُسی کا پھل حاصل ہوگا۔ کیکر بو کر آم کس نے حاصل کیا۔ بہر صورت جب بڑے علماء ہی اصل عقائد اہلِ حدیث سے بے بہرہ ہیں بُرا نہ مانیں تو پھر عوام میں وہ صحیح عقائد کہاں سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ بڑے علماء کا کیا قصور اُن کو تو تعلیم ہی اسی کی ملی تھی وہ اپنی تعلیم کے پابند ہوتے ہیں۔ مولود فطرت اسلامی پر ضرور پیدا ہوتا ہے مگر ماں باپ یہود و نصاریٰ، مجوس وغیرہ بنا دیا کرتے ہیں۔ یہ اُن کے روحانی آباء و اجداد کا قصور ہے۔ نہ بڑے اہلِ حدیثوں نے اس کا احساس کیا، نہ علماء نے انہیں متنبہ کیا۔ علماء تو اس لیے کہ وہ اپنی تعلیم کے پابند ہیں۔ اس طرف بخاری و مسلم، اربابِ سنن چلاتے پھرتے تھے مگر ان کی گردنیں ہمارے علماء نے دبا رکھی تھیں اس لیے کہ انہیں تعلیم ہی جداگانہ مل چکی تھی وہ کب کسی کی سنتے تھے۔'' [فتاویٰ ستاریہ ۳/۲۵]

سامرودی صاحب نے آگے لکھا:

""میں اپنے ہم عصر علماء کو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ میری اس بات کو غلط ثابت کر کے انصافاً بتا دیں کیا آپ لوگ اشعری قدیم اور ماتریدی کے عقائد کے پابند نہیں، پھر تمہیں اپنے آپ کو اہلِ حدیث خالص کہتے ہوئے شرم نہیں آتی سورج پر خاک ڈالنا چاہتے ہو، چاند کو ڈھال سے بے نور کرنا چاہتے ہو۔ کیا تم درسِ نظامی کے دلدادہ نہیں، گرویدہ نہیں" [فتاویٰ ستاریہ: ۲۶/۳]

449 چودھویں صدی کا بہانہ بنانے کی ضرورت نہیں۔ آپ چودھویں صدی والے کی بات نہ مانیں مگر اُن پر فتویٰ تو لگا سکتے تھے۔ آپ کے نزدیک امکانِ کذب کفریہ عقیدہ ہے تو اس کے قائل پر آپ فتویٰ تکفیر جاری کرتے خواہ وہ چودھویں صدی کا ہو یا پہلے کا۔

450 روپڑی صاحب کا یہ قول "مشکوک" ہرگز نہیں جیسا کہ اوپر یہ بحث گزر چکی ہے البتہ علی زئی صاحب کے خلاف ضرور ہے۔